آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایچ ایس ایس سی سال اوّل جون 2017 اُردو امتحان کے مارکنگ نکات

تعارف:

اس رپورٹ میں طلبہ کے ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طلبہ کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توجیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ برائے مہربانی اس بات کو مدِّ نظر رکھا جائے کہ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات کے عمومی خیال کو ظاہر کرتے ہیں جب کہ، اس دستاویز میں شامل کیے گئے طالبِ علموں کے جوابات دیے گئے تاثرات میں سے چند مخصوص مثالوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ای مارکنگ نوٹس:

یہ رپورٹ پرچے میں شامل ہر سوال پر طلبہ کی کارکردگی پر ممتحنوں کی رائے اور طلبہ کی طرف سے دیے گئے جوابات کی چند مثالوں پر مشتمل ہے۔ یہ رائے طلبہ کی طرف سے دیے گئے اچھے اور کمزور جوابات کے بارے میں ای مارکنگ میں حصّہ لینے والے ممتحنوں کے مجموعی تاثر کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ یہاں پیش کیے گئے طلبہ کے جوابات صرف مثال کے طور پر دیے گئے ہیں۔

ایچ ایس ایس سی سال اوّل کا اردو لازمی پرچہ دوم / II چار سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر ایک کے چار جُز ہیں جب کہ سوال نمبر دو کے پانچ جُز ہیں۔ یہ دونوں سوالات نصاب میں شامل 'مجموعہ نظم و نثر' کا احاطہ کرتے ہیں۔ پرچے کے اس حصّے میں CRQ کے ذریعے طلبہ کی لغوی اور گہری معنوی سمجھ بوجھ کے ساتھ ان کی استدلالی صلاحیت کی بھی جانچ ہوتی ہے۔ سوال نمبر تین اور چار ERQ ہیں جو بالترتیب تخلیقی تحریر اور خط نویسی سے متعلق ہیں۔ اس تحریری امتحان میں لکھے گئے مواد کی مناسبت، درست زبان کے استعمال، جملوں اور پیراگراف کے درمیان ربط اور خط یا مضمون کی درست ساخت کے استعمال کی جانچ ہوتی ہے۔

اساتذہ اور طلبہ کو علم ہونا چاہئے کہ سوال ایسے انداز میں پوچھا جاسکتا ہے جس سے کسی SLO کے مطابق ان کی معلومات، سمجھ بوجھ اور علم کے اطلاق کی بھی جانچ کی جاسکتی ہو۔

طلبہ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی سوال کو دیے گئے مارکس / نمبرات دراصل جواب لکھنے کے لیے مہیا کی گئی جگہ کے مطابق ہوتے ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مطلوبہ جواب کتنا طویل ہونا چاہیے۔ زیادہ مارکس / نمبرات کے حصول کے لیے غیر ضروری طوالت درکار نہیں۔ مخصوص جگہ سے زیادہ لکھنا دوسرے سوالات کے لیے دیے گئے وقت کو ضائع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ SLOs میں استعمال ہونے والے Command Words / کلماتِ امریہ سے واقف ہوں کیوں کہ یہی Command Words / کلماتِ امریہ سوالات میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تمام سوالات میں Command Words / کلماتِ امریہ استعمال نہیں ہوتے اور "کیوں" ، "کیا" اور "کیسے" جیسے سوالیہ الفاظ بھی سوالات کا حصّہ ہو سکتے ہیں۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1:

(الف) جناب بھائی صاحب!

”لعنت ہو آپ کی دولت پر اور آپ کے روپے پر جو وقت پر غریب بھائی کے کام نہ آسکا۔ اس دنیا میں جس کا اور کوئی نہ ہو، اُس کا خدا ہوتا ہے۔ ہم نے کچھ چیزیں گھر کی بیچ کر ایک سو روپیہ بنالیا۔ پچاس روپے ان کے ایک دوست سے مل گئے ہیں اور بیس روپے دوسرے سے۔ خدانے چاہا تو اس رقم سے ہمارا بلّو بچ جائے گا۔ ملٹری کے ڈاکٹر نے ہمیں بلّو کے آپریشن کے لیے پنڈی بلایا ہے۔ خدا اس کا بھلا کرے وہ مفت آپریشن کرے گا۔ آپ سے تو غیر اچھے ہیں۔ اب ہمیں آپ کی مدد کی بالکل ضرورت نہیں، معاف رکھیں اور جو روپیہ آپ ہمیں بھیجنا چاہتے تھے، اُس سے فریدہ کے کنگن بنوادیں۔“

خاکسار

شکیلہ بیگم

درج بالا خط پڑھنے سے آپ کو موجودہ دور کی اخلاقی قدروں سے متعلق کیا اندازہ ہوتا ہے؟ کوئی تین اخلاقی اقدار جو تنزّلی کا شکار ہیں، تحریر کیجیے۔

نوٹ: یہ سوال اشفاق احمد کے افسانے "چور" میں سے پوچھا گیا ہے۔ جمیلہ بیگم کا خط جو انھوں نے اپنے بھائی کو لکھا تھا۔ خط کے ذریعے اخلاقی اقدار کی پستی کے حوالے سے سوال کیا گیا تھا۔ یہ سوال گذشتہ پرچہ جات میں سے پوچھا گیا سوال ہے۔ مجموعی طور پر یہ سوال بہتر رہا۔۔ اس سوال میں طلبہ کی کارکردگی مجموعی طور پر اچھی رہی۔ طلبہ نے موجودہ دور میں اخلاقی ادار کی پستی کے حوالے سے اپنے ذاتی مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر جواب تحریر کیے ہیں۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے اخلاقی پستی کے حوالے سے جواب ترتیب وار تحریر کیے ہیں۔ مثلاً جو نکات پیش کیے گئے ہیں اُس میں معاشرتی اثرات کی جھلک نمایاں ہے۔ جواب لکھتے وقت ربط و تسلسل بھی قائم رکھا گیا اور اس کے لیے انگریزی کے متبادل الفاظ کا استعمال کر کے اپنا مافی الضمیر بیان کیا۔ موضوع کے اعتبار سے مناسب الفاظ بھی تحریر کیے گئے۔ طلبہ نے تین اخلاقی قدروں کو وضاحت کے ساتھ تحریر کیا۔ معاشرتی خود پرستی اور مادیت کا پردہ چاک کیا۔ جواب کی وضاحت بحوالہ سبق و مصنف تحریر کی۔ معاشرتی اور اخلاقی تنزلی کی وضاحت کی۔ کہانی سے حاصل ہونے والے فائدے کو دورانِ جواب طلبہ نے مختلف انداز میں پیش کیا کہ مثلاً ہمیں سب کی رائے کا احترام کرنا چاہیے۔ صرف اپنا فائدہ نہیں دیکھنا چاہیے۔ اپنے حقوق کا ہمیں علم ہونا چاہیے۔ بلاوجہ مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

مثال:

• اس خط کو پڑھنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے جیسے دلوں سے محبتیں ختم ہو گئیں ہو، اور بھائی بھائی کا نہیں رہا ہو، اور دلوں میں دولت، مال اور پیسے نے گھر بنا لیا ہو جیسے۔ تین اخلاقی اقدار جو تنزلی کا شکار ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) بھائی چارہ اور اخوت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ جہاں لوگ پہلے منہ بولے بھائی کا بھی اتنا خیال رکھتے تھے اس پر جان چھڑکتے تھے اب تو سگے بھائی کا بھی نہیں رکھتے۔ اس سے زیادہ افسوس کی بات اور کیا ہوگی۔

(۲) جب اپنے اس طرح سے مشکل وقت پر ساتھ چھوڑ دیں گے تو غیروں سے مدد طلب کی جائے گی اور اپنوں سے اعتبار اٹھتا چلا جائے گا۔

(۳) مال کی محبت انسانی جان سے زیادہ عزیز ہوگئی ہے۔ اور خون سفید ہو گیا یعنی اسے اپنے بھائی کی اولاد سے زیادہ اپنا مال عزیز لگ رہا ہے اور اسے معصوم کی جان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کچھ تعداد ایسی تھی جس نے ایک ہی نکتے کو مختلف الفاظ میں بیان کر دیا تا کہ نکات کی گنتی پوری کی جاسکے۔ بعض جوابات میں نکات تو تینوں بیان کیے گئے لیکن املا کی اغلاط نے جواب کا تاثر کم کر دیا۔ تحریر میں ربط و تسلسل نہ ہونے کے باعث بھی ان کا جواب متاثرکُن نہیں رہا۔ الفاظ کا موضوع کے حوالے بہتر استعمال نہیں کیا گیا۔

مثال:

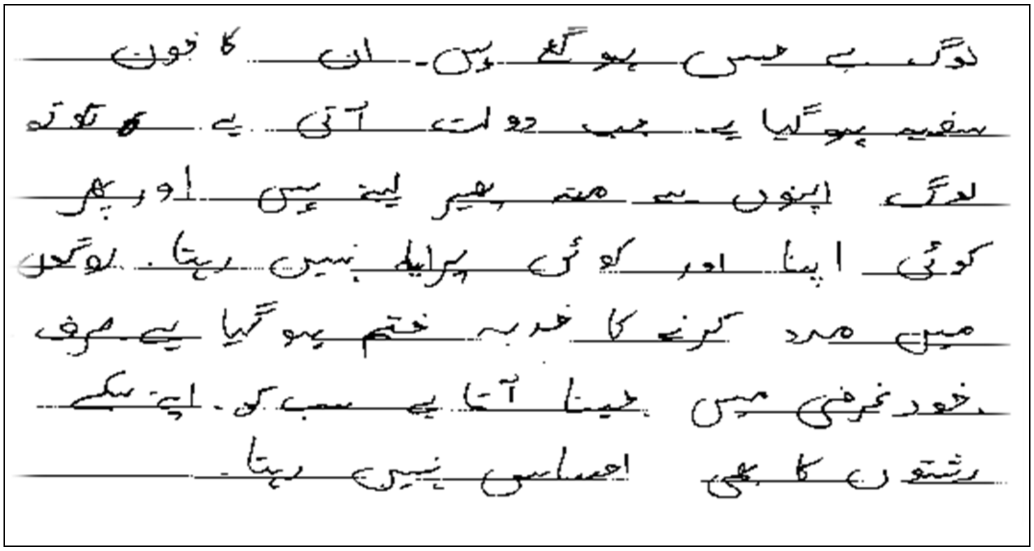
لوگ بے حس ہو گئے ہیں۔ ان کا خون
سفید ہو گیا ہے۔ جب دولت آتی ہے تو لوگ
لوگ اپنوں سے منہ پھیر لیتے ہیں اور پھر
کوئی اپنا اور کوئی پرایا نہیں رہتا۔ لوگوں
میں مدد کرنے کا خدبہ ختم ہو گیا ہے صرف
خود غرضی میں جینا آتا ہے سب کو۔ اپنے سگے
رشتوں کا بھی احساس نہیں رہتا۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ اس طلبہ کو SLO کے حوالے سے مکمل پہچان کرائیں۔
- سبق کے نکات / مرکزی خیال کو مصنّف اور افسانے کے حوالے سے معاشرتی مثالیں دے کر سمجھائیں۔
- سوال کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے خود طلبہ سے SLO کے سوال بنوانے چاہیے۔
- اس کے علاوہ یہ سوال گذشتہ پرچہ جات سے پوچھا گیا تھا اس لیے سابقہ پرچے بھی حل کروائیں۔

اس خط کو اگر اساتذہ جماعت میں بلند خوانی کرواکر طلبہ سے سوال پوچھیں تو طلبہ کو اس خط کا مافی الضمیر سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

- طلبہ کو گروہی صورت میں اقتباسات دے کر بحوالہ سبق و مصنّف وضاحت کرنے کو کہا جائے اور پھر پڑھوا کر سنوایا جائے۔

(ب) غلام عباس کے افسانے ' مجسمہ ' کا مرکزی خیال تحریر کیجیے۔

نوٹ: یہ سوال گذشتہ سالوں میں کئی بار پوچھا جا چکا ہے ۔ لیکن افسوس اب تک طلبہ افسانے کا درست مرکزی خیال تحریر کرنے سے قاصر تھے ۔ جوابات زیادہ تر معاشرتی مشاہدے کی بنیاد پر تحریر کیے گئے ہیں ۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بہت کم طلبہ نے اس افسانے کا مرکزی خیال درست تحریر کیا ہے۔ مثلاً اُس میں طلبہ کی اکثریت نے افسانے کے حوالے سے عورت اور محبت کی وضاحت کی ہے۔ طلبہ نے اپنے الفاظ میں سوال کا جواب دیا ہے اور اپنی بات کی وضاحت کے لیے موضوع سے مناسبت رکھتے ہوئے الفاظ تحریر کیے۔ املا کی اغلاط سے پاک تحریر پیش کی۔ طلبہ نے جامع اور مربوط مرکزی خیال تحریر کیا ہے۔ بحوالہ مصنف و سبق جواب کی وضاحت کی ہے۔ طلبہ نے وضاحت کے ساتھ 'غلام عباس' کی طرزِ تحریر کی خوبیاں بھی تحریر کی ہیں۔

مثال:

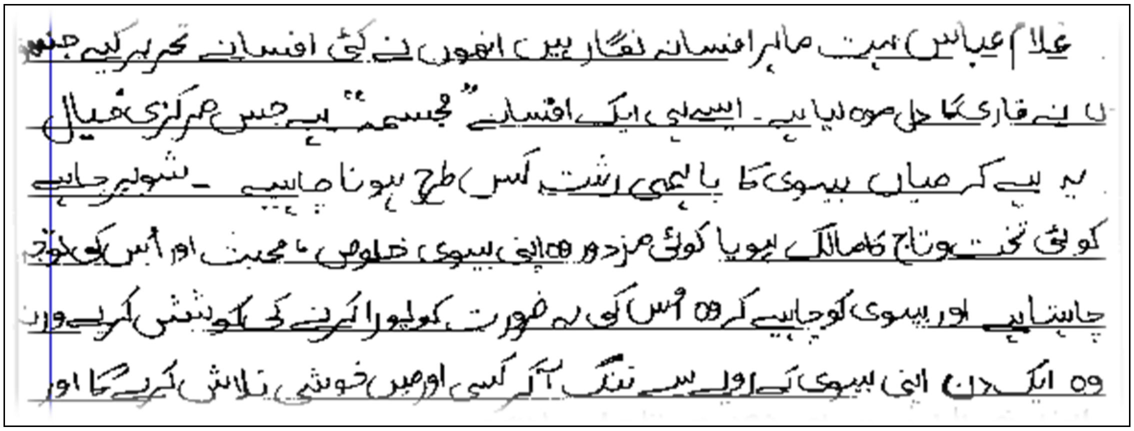
غلام عباس بہت ماہر افسانہ نگار ہیں انھوں نے کئی افسانے تحریر کیے جنھو
ں نے قاری کا دل موہ لیا ہے۔ ایسے ہی ایک افسانے "مجسمہ" ہے جس کا مرکزی خیال
یہ ہے کہ میاں بیوی کا باہمی رشتہ کس طرح ہونا چاہیے۔ شوہر چاہیے
کوئی تخت و تاج کا مالک ہو یا کوئی مزدور وہ اپنی بیوی خلوص و محبت اور اُس کو عزت
چاہتا ہے اور بیوی کو چاہیے کہ وہ اُس کی یہ ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرے ورنہ
وہ ایک دن اپنی بیوی کے رویے سے تنگ آ کر کسی اور جگہ خوشی تلاش کرے گا اور

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ کے دیے گئے جوابات سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ وہ سوال کو سمجھ نہیں سکے ۔ اپنی بات کی وضاحت کے لیے موضوع سے مناسبت رکھتے ہوئے معیاری اور جماعت کی سطح کے مطابق الفاظ بھی تحریر نہیں کیے۔ کچھ طلبہ نے ملکہ اور بادشاہ کے کردار میں فرق کی وضاحت کو تحریر کر دیا ہے ۔ تحریر میں ربط و تسلسل کی کمی رہی۔ ذخیرۂ الفاظ کی کمی اور املا کی اغلاط نے جواب کا تاثر اور بھی کم کر دیا۔

مثال:

افسانہ مجسمہ میں غلام عباس نے بہت ہی خوبصورتی سے جذبِ مادری کو بتایا ہے۔ انھوں نے ماؤں کا حوالہ دے کر اس بات کو ثابت کر دیا کہ چاہے دونوں ~~ماؤں~~ مائیں کتنا بھی لڑتی جھگڑتی ہوں جب بات ان کی اولاد کی آئی تو وہ سارے جھگڑے بھول کر صرف مائیں رہ گئی۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ افسانے کی تدریس کے وقت افسانے کے مرکزی خیال کو انسانی فطرت اور مصنف کی خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر پڑھائیں صرف محبت اور حسد کے جذبات کی ہی وضاحت اس افسانے میں نا کریں۔
- سبق کے نکات / مرکزی خیال کو مصنف اور افسانے کے حوالے سے سمجھائیں۔
- اس کے علاوہ طلبہ کو SLO کے حوالے سے مکمل پہچان کرائیں۔
- یہ سوال گذشتہ پرچہ جات سے پوچھا گیا تھا اس لیے سابقہ پرچے بھی حل کروائیں۔ اس افسانے کو جماعت میں کرداروں کے ذریعے بھی سمجھایا جاسکتا ہے۔

(ج) ”غالب کے خط و کتابت کا انداز اچھوتا اور منفرد ہے۔ یہ رنگ ان سے پہلے اور بعد میں کسی اور سے پیدا نہ ہو سکا۔ تقلید بہت لوگوں نے کی، لیکن کوئی اس مقام تک نہ پہنچ سکا۔“ اس بیان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مرزا غالب کے اسلوبِ خطوط نگاری کے حوالے سے کوئی **تین** اہم نکات تفصیلاً تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے غالب کی خطوط نگاری کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ اُن کی اہمیت کے حوالے سے بھی تحریر کیا۔ خطوط نگاری کے اجزا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے غالب کی تحریر پر تبصرہ کیا۔ دورانِ تبصرہ کم از کم دو جملوں کے مابین ربط و تسلسل کو قائم رکھا۔ دورانِ تبصرہ موضوع کے اعتبار سے الفاظ کا بہتر انتخاب کیا۔ لکھے گئے جواب کا مجموعی تاثر بھی طلبہ نے برقرار رکھا۔ طلبہ نے مرزا غالب کے اسلوبِ خطوط نگاری واضح کیے ہیں۔ مرزا غالب کی خداداد صلاحیت یعنی شوخی و ظرافت کو بیان کیا ہے۔ سوال میں پوچھے گئے تین اہم نکات واضح کیے ہیں۔

مثال:

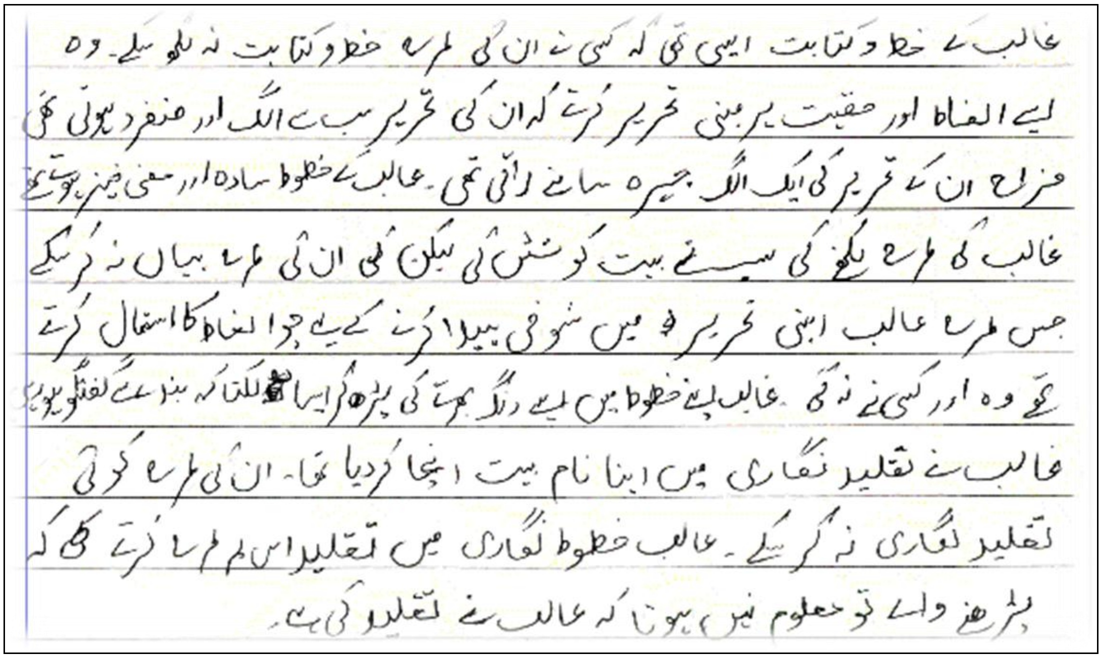

غالب کے خط و کتابت ایسی تھی کہ کسی نے ان کی طرح خط و کتابت نہ لکھ سکے۔ وہ
لیے الفاظ اور حقیقت پر مبنی تحریر کرتے کہ ان کی تحریر سب سے الگ اور منفرد ہوتی تھی
مزاح ان کے تحریر کی ایک الگ چہرہ سامنے لاتی تھی۔ غالب کے خطوط سادہ اور معنی خیز ہوتے تھے
غالب کی طرح لکھنے کی سب نے بہت کوشش کی لیکن کوئی ان کی طرح بیان نہ کر سکے
جس طرح غالب اپنی تحریر میں شوخی پیدا کرنے کے لیے جو الفاظ کا استعمال کرتے
تھے وہ اور کسی نے نہ کی۔ غالب اپنے خطوط میں ایسے رنگ بھرتے کی پڑھ کر ایسا لگتا کہ بندے گفتگو ہو رہی
غالب نے تقلید نگاری میں اپنا نام بہت اونچا کر دیا تھا۔ ان کی طرح کوئی
تقلید نگاری نہ کر سکے۔ غالب خطوط نگاری میں تقلید اس طرح کرتے تھے کہ
پڑھنے والے کو معلوم نہیں ہوتا کہ غالب نے تقلید کی ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی بڑی تعداد نے سوال کو سمجھے بغیر غالب کی شاعرانہ خصوصیات بیان کر دی ہے۔ طلبہ سے غالب کی خطوط نگاری کی خصوصیات پوچھی گئی تھی لیکن اکثریت نے شاعرانہ خصوصیات بیان کر دی جب کہ بحیثیت نثر نگار اُن کا ایک مقام ہے۔ دورانِ تبصرہ جملوں کے مابین ربط و تسلسل کو قائم نہیں رکھا۔ بہتر الفاظ کا استعمال نہیں کر سکے۔ طلبہ نے دی گئی سطور کا خوبی سے استعمال بھی نہیں کیا ہے۔ املا کی اغلاط نے جواب کا تاثر کم کر دیا۔ طلبہ کی اکثریت نے سوال کو سمجھے بغیر صرف غالب کا نام دیکھ کر جواب تحریر کر دیا ہے۔ یہ سوال غالب کے خطوط نگاری کی خصوصیات کے حوالے سے پوچھا گیا تھا۔

مثال:

۱- غالب نے مراسلے کو مکالمہ بنا دیا تھا۔
۲- غالب کے خطوط لمبے اور تفصیل سے لکھے ہوئے ہوتے تھے۔
۳- غالب اپنے خطوط میں احل و احوال اور بھی کرتے۔

تجاویز:

- سوال کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے خود طلبہ سے SLO کے سوال بنوانے چاہییے۔ اس کے علاوہ طلبہ کو امتحانی نکتہ نظر سے ہر سوال کی وضاحت خصوصیات کے ساتھ ہی کرانی چاہیے۔
- طلبہ کو خطوطِ غالب پڑھانے کے بعد مختلف موضوعات پر خط تحریر کرنے کو دیے جائیں۔
- جماعت میں مختلف خطوط سنوائے جائیں۔

(د) ”خواجہ موصوف ہم کو قبرستان کے ویران سے گوشے میں لے گئے جہاں وہ گنجِ معانی دفن ہے جس پر دہلی کی خاک ہمیشہ ناز کرے ہے۔“

درج بالا جملہ کس کے مجموعۂ خطوط سے لیا گیا ہے اور اس میں ”خواجہ موصوف“ سے کون سی شخصیت مراد ہے؟

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد نے اس سوال کا جواب توقع کے مطابق درست تحریر کیا۔ جملہ اقبال کے خط سے لیا گیا ہے اس بات کی نشان دہی بہت کم طلبہ نے کی۔ بہت کم طلبہ خواجہ صاحب کا اصل نام جانتے تھے۔ جواب اگرچہ دو نمبر کا تھا لیکن زیادہ تر طلبہ ایک نمبر سے زیادہ حاصل نہ کر سکے۔

مثال:

درج بالا جملہ علامہ اقبال کے خطوط سے لیا گیا ہے اور اس میں خواجہ موصوف سے مراد شخصیت خواجہ حسن نظامی ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے اس سوال کا جواب توقع کے برعکس درست تحریر نہیں کیا ہے۔ طلبہ مصنّف کا حوالہ بھی درست نہیں دے سکے۔ طلبہ کی اکثریت خواجہ صاحب کی شخصیت سے ناواقف تھی۔ سوال کے دونوں حصّے کے جواب غلط تحریر کیے ہیں۔ کچھ طلبہ نے تو سوال کو سمجھے بغیر جواب دیا ہے۔

مثال:

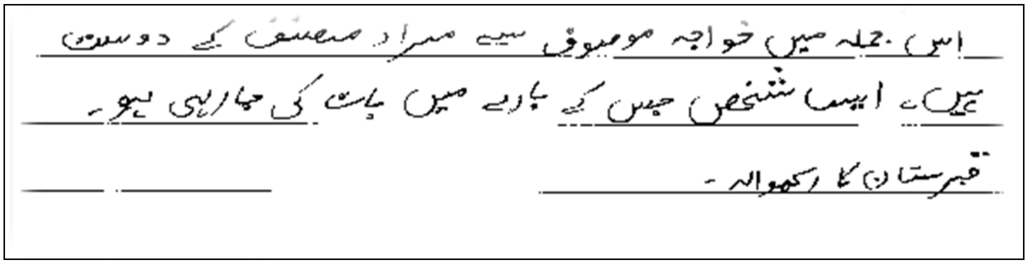
اس جملہ میں خواجہ موصوف سے مراد مصنف کے دوست
ہیں، ایسا شخص جس کے بارے میں بات کی جا رہی ہو۔
قبرستان کا رکھوالا۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ اس خط کو پڑھانے سے پہلے خواجہ صاحب کی شخصیت کا مکمل تعارف بھی ضرور کروائیں۔
- طلبہ کے جوابات سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ صرف اقبال کی شخصیت سے واقف ہیں۔ بہت سے طلبہ نے اسے سمجھے بغیر جواب دیا۔ سوال کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے خود طلبہ سے SLO کے سوال بنوانے چاہیے۔
- دورانِ تدریس طلبہ سے کہا جائے کہ وہ سبق کے مصنّف / نظم کے شاعر کو یاد کریں۔ امتحان کے نزدیک طلبہ کو دورانِ تیاری کتاب کی فہرست کا اعادہ کرایا جائے۔

سوال نمبر2:

شور برپا ہے خانۂ دل میں
کوئی دیوار سی گری ہے ابھی

(الف) درج بالا شعر کی تشریح شاعر کے حوالے کے ساتھ کیجیے اور شعر میں جو خط کشیدہ لفظ موجود ہے اس کا مفہوم بھی تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے سوال کو سمجھ کر جواب تحریر کیا ہے۔ تشریح درست اور جامع ہے۔ تعداد کے لحاظ سے بہت کم طلبہ نے پوچھے گئے الفاظ کی نشان دہی کی۔ البتہ شاعر کا درست حوالہ دیا۔ تشریح کو شعر کے معنی و مفہوم کے حوالے سے کیا ہے۔ بہت سے جواب میں طلبہ نے شاعر کی خصوصیات شاعری کو تحریر کیا ہے اور شعری مثالیں بھی تحریر کیں ہیں۔

مثال نمبر1:

خانۂ دل: دل کا گھر یا کونا

حوالہ: درج بالا شعر ہماری درسی کتاب کی غزل سے لیا گیا ہے جس کے شاعر ناصر کاظمی ہیں۔

تشریح: اس شعر میں شاعر کہہ رہے ہیں کہ جس طرح دیوار گرنے سے خوفناک منظر پیش آتا ہے، ہر طرف شور مچ جاتا ہے، سکون اجڑ کر رہ جاتا ہے اسی طرح شاعر کے دل کا حال ہے جیسے ان کے دل میں کوئی دیوار گر پڑی ہو یعنی اُن پر ایسا دکھ آ گرا ہے جس سے ان کا چین و سکون برباد ہو کر رہ گیا ہے اور ان کے دل میں بے چینی بھر گئی ہے۔

مثال نمبر2:

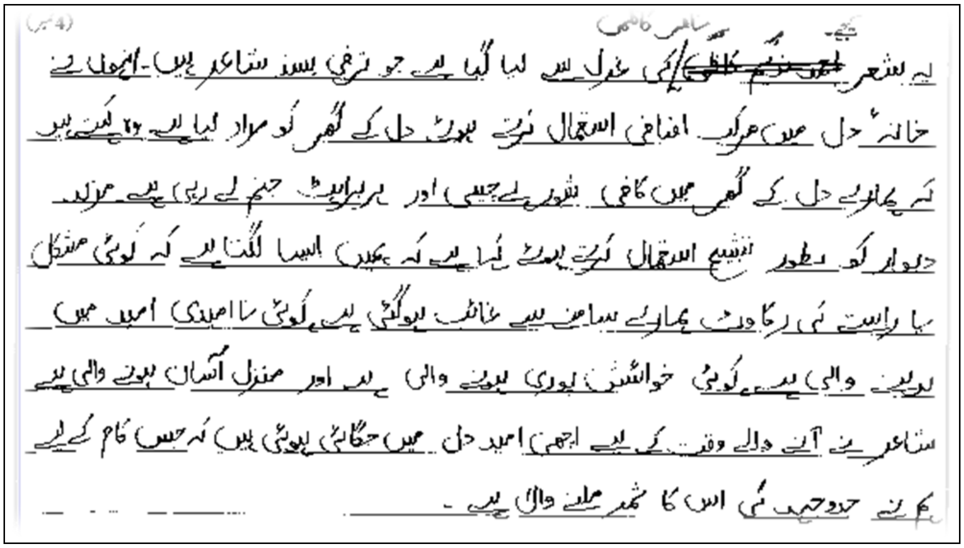

(4 نمبر)

ناصر کاظمی

یہ شعر ناصر کاظمی کی غزل سے لیا گیا ہے جو ترقی پسند شاعر ہیں۔ انہوں نے
خانۂ دل میں مرکب اضافی استعمال کرتے ہوئے دل کے گھر کو مراد لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں
کہ ہمارے دل کے گھر میں کافی شور ہے جیسے اور ہر ایک جنم لے رہی ہے۔ مزید
دیوار کو بطور تشبیہ استعمال کرتے ہوئے کہا ہے کہ یعنی ایسا لگتا ہے کہ کوئی مشکل
یا راستے کی رکاوٹ ہمارے سامنے سے غائب ہو گئی ہے کوئی نا امیدی امید میں
ہونے والی ہے کوئی خواہش پوری ہونے والی ہے اور منزل آسان ہونے والی ہے
شاعر نے آنے والے وقت کے لیے اچھی امید دل میں جگائی ہوئی ہیں کہ جس کام کے لیے
کام کرنے جدوجہد کی اس کا ثمر ملنے والا ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی تعداد کے لحاظ سے تقریباً نصف اوسط نے دیے گئے الفاظ کی غلط وضاحت کی ہے۔ تشریح میں بھی املا کی اغلاط موجود ہیں۔ جن الفاظ کا انتخاب کیا گیا وہ اس جماعت کے طلبہ کی علمی سطح سے کافی کم نظر آتے ہیں۔ طلبہ نے شاعر کا درست حوالہ نہیں دیا۔ تشریح بھی شعر کے لفظی معنی کے حوالے سے کی گئی ہے۔ اصطلاحی معنی بیان نہ کر سکے۔

مثال:

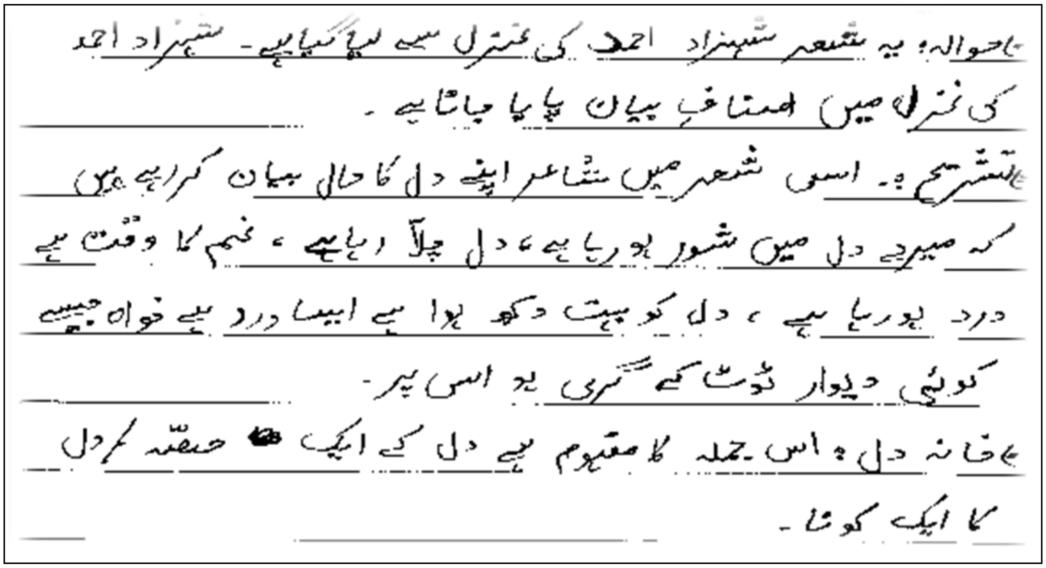

حوالہ: یہ شعر شہزاد احمد کی غزل سے لیا گیا ہے۔ شہزاد احمد
کی غزل میں استعارہ بیان پایا جاتا ہے۔
تشریح: اس شعر میں شاعر اپنے دل کا حال بیان کر رہے ہیں
کہ میرے دل میں شور ہو رہا ہے۔ دل چلا رہا ہے۔ غم کا وقت ہے
درد ہو رہا ہے۔ دل کو بہت دکھ ہوا ہے ایسا درد ہے خواہ جیسے
کوئی دیوار ٹوٹ کے گری ہو اس پر۔
خانہ دل: اس جملہ کا مفہوم ہے دل کے ایک حصہ کا دل
کا ایک کونا۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ اشعار کے معنی بتائیں۔
- صرف لفظی تشریح ہی نہیں کروائیں بلکہ اس کے اصطلاحی معنی اور تشریح پر زور دیں۔
- طلبہ میں امتحانی نکتہ نظر سے ہر شعر کی وضاحت معنی ومفہوم کے حوالے کے ساتھ ہی کرانی چاہیے۔

(ب)

جس سر کو غرور آج ہے یاں تاج وری کا
کل اُس پہ یہیں شور ہے پھر نوحہ گری کا

صنعت کا حوالہ دیتے ہوئے میر تقی میرؔ کے اس شعر کی تشریح کیجیے نیز خط کشیدہ الفاظ کے معنی شعر کے مفہوم کے حوالے سے تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کو درج بالا شعر میں شاعر کے حوالے کے ساتھ تشریح اور شعر میں پائی جانے والی صنعت کی نشاندہی کرنی تھی،اس کے علاوہ خط کشیدہ الفاظ کے معنی بھی بیان کرنے تھے۔اس سوال میں تین سوالات کو ایک سوال بنا کر پوچھا گیا تھا جس کی وجہ سے طلبہ صفر کی بجائے 2یا3 نمبر کم از کم لے سکے۔جو کہ ایک اچھی کوشش تھی طلبہ کے لیے۔یہ سوالات گذشتہ پرچہ جات سے لیے گئے تھے اس لیے اس کا جواب طلبہ نے قدرے بہتر انداز میں دیا۔ طلبہ نے صنعت کی وضاحت کی ہے۔ خط کشیدہ الفاظ کے مفہوم کو واضح کیا ہے۔ عمدہ اور مربوط جواب تحریر کیا ہے۔ جواب کا مجموعی تاثر عمدہ ہے۔

مثال:

یہ شعر میر تقی میر کی غزل سے لیا گیا ہے۔ اس شعر میں شاعر صنعت تضاد کا استعمال
کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس شخص کو آج دنیا میں بادشاہت ملی ہے، جس کو اونچا مرتبہ ملا ہے
اُس شخص کو کبھی بھی غرور میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ صفت بہت بری ہے۔ یہ زندگی
فانی ہے اور یہ مرتبہ بھی ایک دن اللہ تعالیٰ لے لیں گے۔ دراصل حقیقت میں شاعر کہتے ہیں کہ
آج جسے تاج پہننے کا موقع ملا ہے اُس کو کبھی بھی ناز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ عزت اللہ تعالیٰ
نے دی ہے اور وہ اسے کبھی بھی واپس لے سکتا ہے۔ مرنے کے بعد یہ تاج یہیں رکھ کر جانا ہے علاوہ
اور مرنے کے بعد اُس کے لواحقین دوست و احباب اُس کی رخصت ہونے کا ماتم کر رہے
ہوں گے۔ اس شعر میں اخلاقی پہلو اور اخلاقی سبق شاعر نے قاری کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔
خط کشیدہ الفاظ کا مفہوم ہے: "سر" یعنی جس شخص کو تاج پہننے کا موقع ملا ہے۔
"نوحہ گری" یعنی ماتم کرنا۔ اُس شخص کے رخصت ہو جانے کے بعد گھر ماتم اور آنسو رواں کریں گے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے سوال کے پہلے حصّے کا تو جواب دیا، لیکن سوال کے دوسرے حصّے کو نظر انداز کر دیا۔ تشریح کے لیے بھی مناسب ذخیرۂ الفاظ کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ الفاظ کا مفہوم درست تحریر نہیں کیا۔ صنعتِ متضاد کی نشان دہی طلبہ نہیں کر سکے۔ اس کے علاوہ تشریح بھی معنی و مفہوم کے حوالے سے نہیں کی بلکہ لفظی ترجمہ بھی درست نہیں کر سکے۔ طلبہ میں سوال سمجھنے کا فقدان نظر آیا۔

مثال:

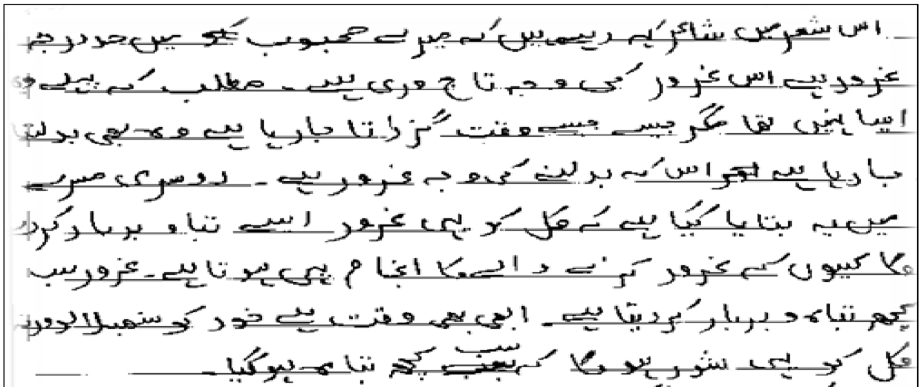

اس شعر میں شاعر کہہ رہے ہیں کہ میرے محبوب کے میں جو درجہ
غرور ہے اس غرور کی وجہ تاجوری ہے۔ مطلب کہ پہلے
ایسا نہیں تھا مگر جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے وہ بھی بدلتا
جا رہا ہے اور اس کے بدلنے کی وجہ غرور ہے۔ دوسرے مصرعے
میں یہ بتایا گیا ہے کہ کل کو یہی غرور اسے تباہ و برباد کر دے
گا کیونکہ غرور کرنے والے کا انجام یہی ہوتا ہے۔ غرور سب
کچھ تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ابھی بھی وقت ہے خود کو سنبھال لو ورنہ
کل کو یہ شور ہوگا کہ سب کچھ تباہ ہو گیا۔
نوحہ گری: رونق کچھ دن تک
سر: ابتداء

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ تدریس کے وقت لغوی معنی بھی بتائیں۔ صرف لفظی معنی ہی نہیں بتائیں۔
- لفظی تشریح کے ساتھ اصطلاحی معنی اور تشریح پر زور دیں۔
- اس کے علاوہ طلبہ میں امتحانی نکتہ نظر سے ہر شعر کی وضاحت معنی و مفہوم کے حوالے کے ساتھ ہی کرانی چاہیے۔
- سوال کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ نظم / نثر کی ابتدا سے پہلے جتنے SLO کسی غزل یا نظم کے حوالے سے ہیں وہ بورڈ پر لکھ لیں اور طلبہ سے باری باری بلند خوانی کروائیں۔
- SLO میں دی گئی صنعتوں کے حوالے سے مکمل پہچان کرنے کے لیے اشعار کو صنعتوں کے ساتھ بورڈ پر لکھ دیا جائے۔

(ج) ناصؔر کاظمی کی شاعری کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ان کی شاعری کی کوئی **تین** خصوصیات تفصیلاً تحریر کیجیے۔

نوٹ: ناصر کاظمی کی شاعری پر تبصرہ تحریر کرنا تھا جو کہ گذشتہ پرچہ جات میں ہی سے لے لیا گیا تھا۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جس نے خصوصیاتِ کلام بہتر انداز میں بیان کیں اور تبصرے کے انداز کو اپنایا۔ مثلاً طلبہ نے ناصر کاظمی کی شاعری کی درست خصوصیات تحریر کی ہیں۔ طلبہ نے جدّت پسندی، ترنم و روانی، دھیما پن کو بمعہ مثال اشعار کے ذریعے واضح کیا ہے۔ طلبہ نے غلطی سے پاک تحریر یا صرف دو غلطیاں کیں۔ بہتر جواب لکھنے والے طلبہ نے ناصر کاظمی کی شناخت غزل کے حوالے سے قائم کی جس میں کیفیت، روانی اور لہجے کی نرمی کا بڑا دخل ہے تحریر کیا ہے۔ ناصر کاظمی کی شاعری کا سوز و گداز اور رنگِ تغزل کا حوالہ بھی دیا ہے۔

مثال نمبر1:

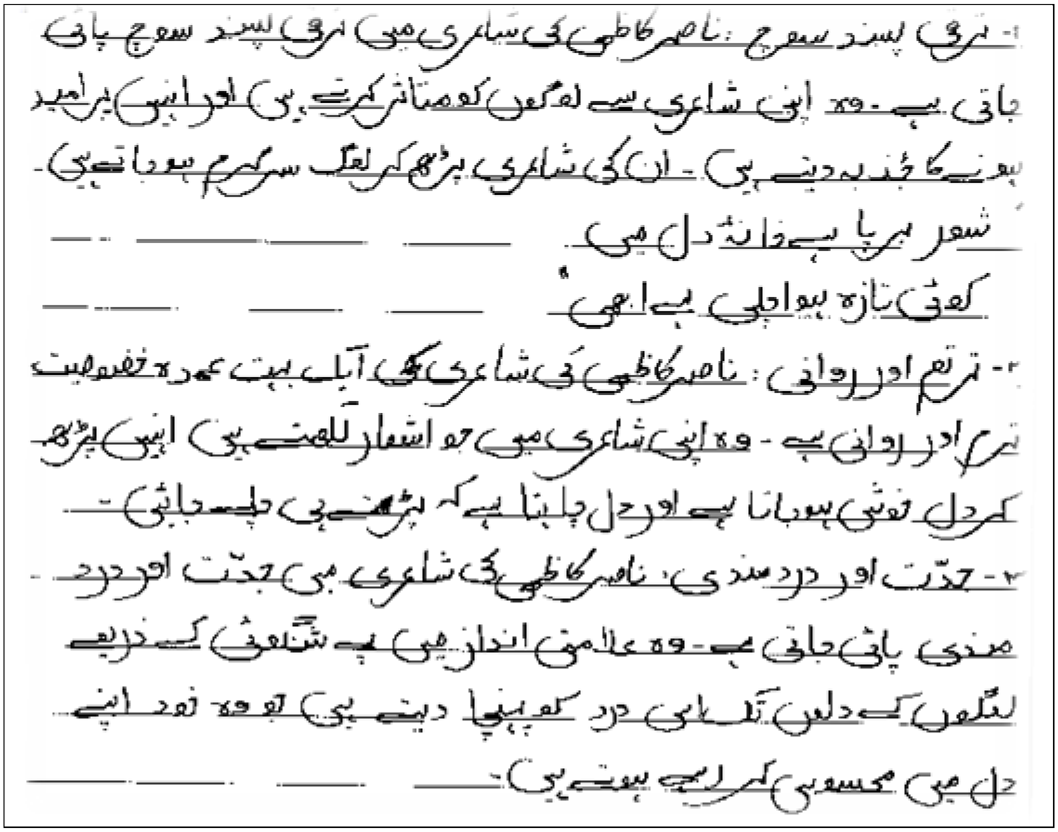

۱- ترقی پسند سوچ : ناصر کاظمی کی شاعری میں ترقی پسند سوچ پائی جاتی ہے - وہ اپنی شاعری سے لوگوں کو متاثر کرتے ہیں اور انہیں پر امید ہونے کا جذبہ دیتے ہیں - ان کی شاعری پڑھ کر لوگ سرگرم ہو جاتے ہیں -

شعر برپا ہے خانۂ دل میں
کوئی تازہ ہوا چلی ہے ابھی

۲- ترنم اور روانی : ناصر کاظمی کی شاعری کی ایک بہت عمدہ خصوصیت ترنم اور روانی ہے - وہ اپنی شاعری میں جو اشعار لکھتے ہیں انہیں پڑھ کر دل خوش ہو جاتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ پڑھتے ہی چلے جائیں -

۳- جدت اور درد مندی : ناصر کاظمی کی شاعری میں جدت اور درد مندی پائی جاتی ہے - وہ عالمی انداز میں ہے شاعری کے ذریعے لوگوں کے دلوں تک ایسی درد کو پہنچا دیتے ہیں تو وہ خود اپنے دل میں محسوس کر رہے ہوتے ہیں -

مثال نمبر2:

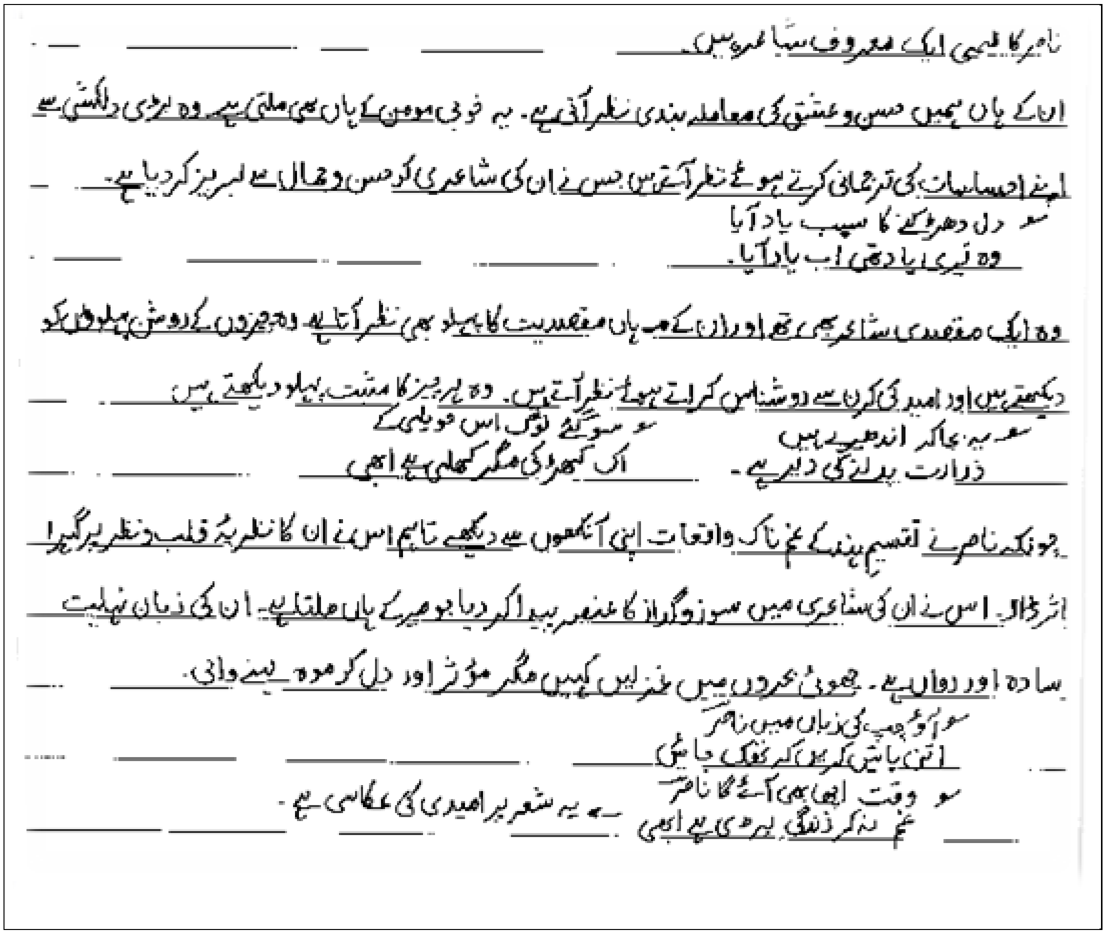
ناصر کاظمی ایک معروف شاعر ہیں۔
ان کے ہاں ہمیں حسن و عشق کی معاملہ بندی نظر آتی ہے۔ یہ خوبی مومن کے ہاں بھی ملتی ہے۔ وہ بڑی دلکشی سے
اپنے احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جس نے ان کی شاعری کو حسن و جمال سے لبریز کر دیا ہے۔
شعر: دل دھڑکنے کا سبب یاد آیا
وہ تیری یاد تھی اب یاد آیا۔
وہ ایک مقصدی شاعر بھی تھے اور ان کے ہاں مقصدیت کا پہلو بھی نظر آتا ہے وہ چیزوں کے روشن پہلوؤں کو
دیکھتے ہیں اور امید کی کرن سے روشناس کراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ ہر چیز کا مثبت پہلو دیکھتے ہیں
شعر: یہ جاکر اندھیرے ہیں
ذرا رات ڈھلنے کی دیر ہے۔
شعر: سو گئے لوگ اس حویلی کے
اک کھڑکی مگر کھلی ہے ابھی
چونکہ ناصر نے تقسیم ہند کے غم ناک واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے تاہم اس نے ان کا نظریہ قلب و نظر پر گہرا
اثر ڈالا۔ اس نے ان کی شاعری میں سوز و گداز کا عنصر پیدا کر دیا جو میر کے ہاں ملتا ہے۔ ان کی زبان نہایت
سادہ اور رواں ہے۔ چھوٹی بحروں میں غزلیں کہیں مگر مؤثر اور دل کو موہ لینے والی۔
شعر: آؤ چپ کی زبان میں ناصر
اتنی باتیں کریں کہ تھک جائیں
شعر: وقت اچھا بھی آئے گا ناصر
غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی
یہ شعر پر امیدی کی عکاسی ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کے تحریر کردہ جوابات میں شہرہ آفاق شاعر کی کوئی ایک خوبی بھی نظر نہیں آتی ۔طلبہ کی اکثریت نے سوال کو سمجھے بغیر اپنا جواب تحریر کیا ہے۔ناقص جوابات میں جو مثالیں سامنے آئیں، اُن میں طلبہ نے املا کی اغلاط بہت زیادہ کی ہیں ۔ خصوصیاتِ شاعری کے لیے بھی مناسب ذخیرۂ الفاظ کا استعمال نہیں کیا گیا۔ طلبہ نے غیر متعلقہ جواب لکھاہے۔ تلمیح، استعارہ اور تشبیہ کا ذکر کیا ہے جو سوال میں پوچھے ہی نہیں گئے۔

مثال:

ناصر کاظمی ایک صاحب کمال شاعر تھے۔ اُن کی شاعری میں ایک تسلسل تسلسل پایا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں روزمرہ کے مناظر کو پیش کیا۔ اُن کی تحریروں میں شوخی اور ظرافت پائی جاتی تھی۔ الفاظ آسان اور دل کشید کشیدہ ہوتے ہیں۔ اُن کو حضور ؐ سے بہت پیار تھا۔ اُن کی شاعری میں جگہ جگہ اللہ اور اُن کے رسول کی محبت نظر آتی ہے۔ ناصر کاظمی اپنی غزلوں میں موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہیں اور معاشرے خاص خامیوں کو مد نظر رکھتے ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں تلمیح، استعارہ اور تشبیہ کا استعمال بروقت کرتے تھے۔ اُن کی شاعری میں لفظوں کا ملاپ پایا جاتا ہے۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ تدریس کے وقت صرف تشریح پر ہی نہ ضرور دیں بلکہ کلماتِ امریہ کے حوالے سے بھی طلبہ کو سمجھائیں۔
- شاعر کی خصوصیاتِ کو نکات کے انداز میں ہی میں نہ متعارف کروائیں بلکہ تبصرے کے انداز میں بھی لکھنے کی صلاحیت پیدا کریں۔
- سوال کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ نظم کی ابتدا سے پہلے جتنے SLO کسی غزل یا نظم کے حوالے سے ہیں وہ بورڈ پر لکھ لیں اور طلبہ سے باری باری بلند خوانی کروائیں۔
- کلماتِ امریہ کے حوالے سے ہر لفظ کی وضاحت کریں۔ اور اُس انداز کو طلبہ کو سمجھائیں جس میں تبصرہ کرنا ہے، تشریح کرنی ہے یا بیان کرنا ہے۔
- طلبہ کو پڑھائے جانے والے شعرا کے دیگر مجموعوں کو بھی پڑھنے کو کہا جائے تاکہ وہ مماثل شعر بحوالہ خوبی تحریر کر سکیں۔

(د)

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں، نہ وہ حُسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی ، نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں

درج بالا شعر میں علمِ بیان کی کون سی صنعت استعمال ہوئی ہے، نشاندہی کرتے ہوئے صنعت کی تعریف تحریر کیجیے۔ نیز اس شعر کی وضاحت بھی کیجیے۔

نوٹ: درج بالا شعر میں شاعر کے حوالے کے ساتھ تشریح کرنی تھی نیز صنعت کی نشاندہی اور تعریف بھی کرنی تھی۔ اس سوال میں بھی تین سوالات کو ایک سوال بنا کر پوچھا گیا تھا جس کی وجہ سے طلبہ صفر کی بجائے 2 یا 3 نمبر کم از کم لے سکے۔ جو کہ ایک اچھی کوشش تھی طلبہ کے لیے۔ یہ سوالات گذشتہ پرچہ جات سے لیے گئے تھے اس کے باوجود طلبہ اس کو جواب بہتر انداز میں نہیں دے سکے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے صنعت کی وضاحت کے ساتھ ساتھ شعر کی عمدہ تشریح کی ہے۔ جواب کی وضاحت میں ربط و تسلسل موجود ہے۔ جواب میں عشقِ حقیقی اور ایاز و محمود کے تعلق کی وضاحت کی ہے۔ بہتر جوابات کی مثالوں میں اکثر طلبہ نے صنعت کی درست نشان دہی کی ہے۔ صنعت کی درست تعریف تحریر کی۔ شاعر کا درست حوالہ دیا۔ بعض طلبہ نے تشریح جس انداز سے کی اُس سے شعر کے معنی و مفہوم کی مکمل تو نہیں لیکن درست وضاحت ہو سکی۔ کچھ طلبہ نے مثال کے لیے تعریف کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے صنعتِ تلمیح کا نمائندہ شعر بھی تحریر کیا ہے۔ طلبہ نے صنعت کی وضاحت کے ساتھ ساتھ شعر کی عمدہ تشریح کی ہے۔ جواب کی وضاحت میں ربط و تسلسل موجود ہے۔ جواب میں عشقِ حقیقی اور ایاز و محمود کے تعلق کی وضاحت کی ہے۔

مثال:

درج بالا شعر میں علم بیان کی صنعت تلمیح استعمال کی گئی ہے۔ تلمیح علم بیان کی وہ صنف ہے
کہ جس میں کسی مذہبی، سیاسی، تاریخی، قرآنی واقعے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ یہ
شعر علامہ اقبال کی غزل سے لیا گیا ہے۔ اس شعر میں شاعر یہ فرما رہے ہیں کہ مسلمان بالکل
ہی پستی کا شکار ہوگئے ہیں۔ اب تو وہ عشق میں جنون و جذبہ رہا ہے، نہ ہی وہ حسن میں
کشش رہی ہے جس کو دیکھ کر عاشق دیوانہ ہو جایا کرتا تھا اور کچھ بھی کر لینے کو تیار ہوتا تھا۔
اس کے علاوہ اس شعر میں محمود غزنوی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ محمود غزنوی کا دل نہ
اب اسی طریقے سے اپنے غلام ایاز کے لیے دھڑکتا ہے، نہ ہی ایاز جیسی کی زلفوں پر محمود غزنو
فدا تھا اس میں کشش ہے۔ پوری قوم عشق حقیقی کے جذبے سے خالی ہوگئی ہے۔ اس شعر
میں شاعر مزید یہ کہہ رہے ہیں کہ نہ ہی رہنما پُرخلوص ہیں اور نہ عوام میں ایثار و
قربانی کا جذبہ ہے۔ مسلمان خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں

طلبہ کی کثیر تعداد اس سوال کا درست جواب تحریر نہیں کر سکی۔ کچھ طلبہ نے تو صنعت کی درست نشاندہی نہیں کی اور شاعر کا درست حوالہ بھی نہیں دیا گیا۔ بعض طلبہ نے دیے گئے شعر کی مختصراً تشریح کر ڈالی ہے۔ محمود اور ایاز کو عاشق اور معشوق کے رشتے سے متعارف کراتے ہوئے تشریح کی۔ جس سے صاف ظاہر تھا کہ طلبہ اس شعر کے صحیح معنی و مفہوم سے ناواقف ہیں۔ بعض طلبہ مبہم تشریح بھی نہیں کر سکے۔ تحریر میں ربط و تسلسل کی کمی تھی۔ طلبہ نے غیر واضح تشریح تحریر کی ہے۔ ربط و تسلسل نہیں ہے۔ غیر متعلقہ صنعت کا تذکرہ کیا ہے۔

مثال:

اس شعر میں علم بیان کی قسم صنعت تضاد کا استعمال ہوا ہے۔
یہ وہ صنعت ہے جس میں اپنے محبوب کی تعریف کسی چیز سے تشبیہ دے
کر کی جائے اس صنعت تضاد کہتے ہیں۔
اس شعر میں شاعر فرماتے ہیں کہ انسان اپنی زندگی سے فنا ہو
بے زار ہو گئی ہے کہ نہ ہی عشق کا مطلب جانتا ہے۔ نہ اسکے حسن میں کو
دلچسپی ہے۔ نہ وہ اپنے غزنوی جیسا جوش رکھتا ہے اور نہ کسی کام کا ہے
اس دنیا میں۔

تجاویز:

- دورانِ تدریس طلبہ کو اشعار کے معنی و مفہوم وضاحت سے بتانے چاہیے۔
- شاعر کا تعارف اور انداز تحریر کے ساتھ ساتھ شعری اصطلاحات سے روشناس کرانا چاہیے۔
- SLO میں دی گئی صنعتوں کے حوالے سے مکمل پہچان کرنے کے لیے مختلف مثالوں کے ساتھ سمجھائیں۔

سوال نمبر3:

درج بالا تصویر کے پس منظر میں مکالمہ **یا** کہانی تحریر کیجیے۔

ہدایات:

1۔ اپنی تحریر کا عنوان تجویز کیجیے۔
2۔ حالیہ واقعات کو مدِّ نظر رکھیے۔
3۔ طنز و مزاح کی خوبی کو اپنی تحریر کا حصّہ بنائیے۔
4۔ لکھنے کے لیے جس صنف کا انتخاب کریں اُس پر ✓ کا نشان لگائیں۔

مکالمہ / کہانی

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

زیادہ تر طلبہ نے یہ سوال نہایت بہتر انداز میں بیان کیا ہے۔ طلبہ کی بہت کم تعداد نے دی گئی تصویر کی نہایت اچھے الفاظ کا چناؤ کرتے ہوئے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کیا۔ طلبہ نے جملوں میں ربط و تسلسل رکھا۔ تحریر میں موقع کی مناسبت سے محاورات اور اشعار کا استعمال کیا ہے کہانی یا مکالمہ کو دیے گئے موضوع کے حوالے سے تحریر کیا اور عنوان بھی دیے گئے موضوع کے حوالے سے تحریر کیا۔ اگرچہ موضوع لوڈشیڈنگ تھا لیکن طلبہ نے موجودہ معاشرتی موضوع اور واقعات کو مدِّ نظر رکھا موضوع سے مطابقت رکھنے والے کم از کم چار الفاظ تحریر کیے۔ طنز و مزاح کے حوالے سے جملے تحریر کیے زیادہ

ترطلبہ نے اپنامافی الضمیر موجودہ دور کے حوالے سے بہتر انداز میں بیان کیا۔ دوران تحریر ان طلبہ نے غلطی سے پاک تحریر یا پھر صرف دو غلطیاں کیں زیادہ تر طلبہ نے اپنامافی الضمیر مکالمے میں بہتر انداز میں بیان کیا ہے۔

مثال نمبر1:

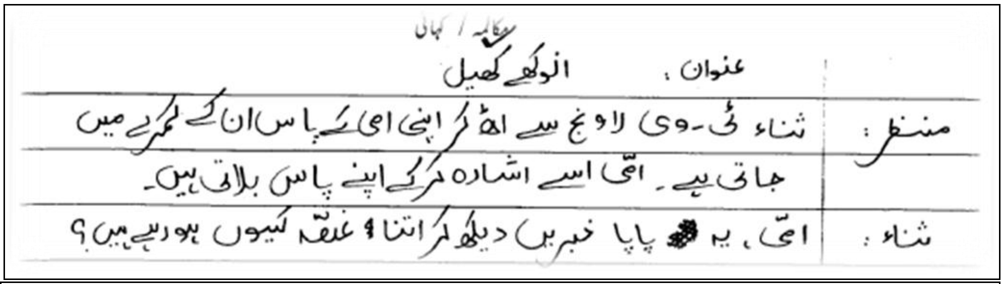

مکالمہ / کہانی

عنوان: انوکھے کھیل

منظر: ثناء ٹی-وی لاؤنج سے اٹھ کر اپنی امی کے پاس ان کے کمرے میں جاتی ہے۔ امی اسے اشارہ کر کے اپنے پاس بلاتی ہیں۔

ثناء: امی، یہ پاپا خبریں دیکھ کر اتنا غصہ کیوں ہو رہے ہیں؟

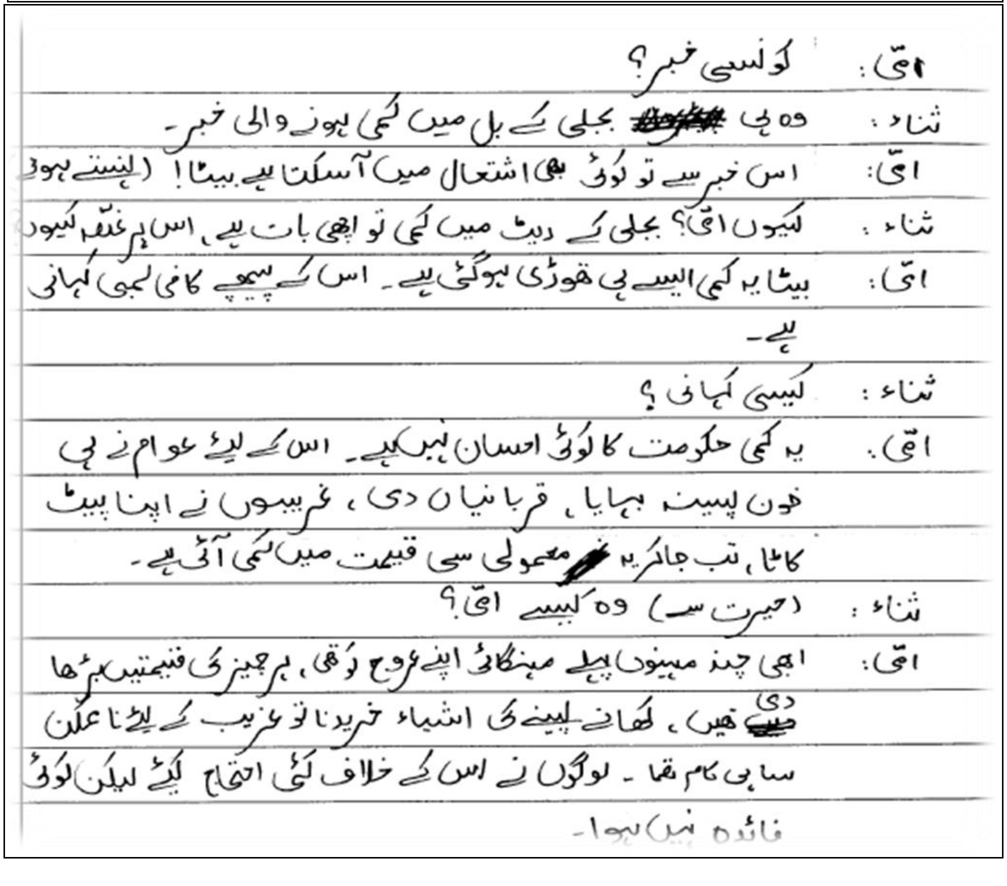

امی: کونسی خبر؟

ثناء: وہ ہی بجلی کے بل میں کمی ہونے والی خبر۔

امی: اس خبر سے تو کوئی بھی اشتعال میں آسکتا ہے بیٹا! (ہنستے ہوئے)

ثناء: کیوں امی؟ بجلی کے ریٹ میں کمی تو اچھی بات ہے، اس پر غصہ کیوں

امی: بیٹا یہ کمی ایسے ہی تھوڑی ہوگئی ہے۔ اس کے پیچھے کافی لمبی کہانی ہے۔

ثناء: کیسی کہانی؟

امی: یہ کمی حکومت کا کوئی احسان نہیں ہے۔ اس کے لئے عوام نے بھی خون پسینہ بہایا، قربانیاں دی، غریبوں نے اپنا پیٹ کاٹا، تب جا کر یہ معمولی سی قیمت میں کمی آئی ہے۔

ثناء: (حیرت سے) وہ کیسے امی؟

امی: ابھی چند مہینوں پہلے مہنگائی اپنے عروج پر تھی، ہر چیز کی قیمتیں بڑھا دی تھیں، کھانے پینے کی اشیاء خریدنا تو غریب کے لئے ناممکن سا ہی کام تھا۔ لوگوں نے اس کے خلاف کئی احتجاج کئے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

ثناء: لیکن مہنگائی کے بعد قیمتوں میں کمی کرنا تو اچھی بات ہوئی نا؟

امّی: نہیں بیٹا! یہ محض عوام کو دھوکا دینے کے لئے ہے۔ اپنے پچھلے مظالم کو چھپانے کے لئے اتنے پیسے عوام سے لوٹ کر ان کو تھوڑا سا حصہ، ان ہی کے پیسوں کا واپس کر رہے ہیں۔

منظر: ~~ابو داخل ہوتے~~ ابو داخل ہوتے ہیں۔

ابو: یہ سب ایک انوکھا کھیل ہے ثناء جو لالچی حکمران اپنی رعایا کے ساتھ کھیلتے ہیں، انہیں دھوکے میں رکھ کر انہیں لوٹنے کے لئے۔

ثنا: تو مطلب یہ ہمارے ہی بہت سارے پیسے لیکر ہمیں تھوڑے سے واپس کر رہے ہیں؟

ابو: جی بیٹا، اسی کا نام سیاست ہے۔

مثال نمبر2:

مکالمہ / کہانی

اس کہانی کے لیئے غریب کی تھوڑی چھوٹی بستی کا تذکرہ کرتے ہیں، پوچھیں کیوں؟ تو وجہ یہ کہ امیر نے انصاف خریدا ہوا ہے۔ پلنگ ڈالے آنگن میں گرمی سے بچے بے چین اور روتے ہوئے نظر آتے ہیں، ماں خاموش کرانے میں معروف نوالا ہر بچے کے منہ میں ڈالتی ہے، خود بھوکی، بچوں کو خاموش اور خوش دیکھ کر اسی سے

بیٹ پر ہی بھر لیتی ہے - رات نو بجے تک، بچوں کو سلا کر اپنے شوہر اکرم کے انتظار
میں بیٹھی ہے اب، اتنے اکرم آتا ہے اور اپنی بیوی تحریم کے ہاتھ میں چاول کا تھیلا پکڑاتا
ہے۔ اس پر حیران ہو کر تحریم پوچھتی ہے "گھر میں اتنا ہے کہ ایک ہفتہ بہت سے چلیں
تو مجھے بھوکے نہیں سوئیں! آپ نے یہ کیوں لے لیا؟ اب فیس جو آپ سب سے بڑی والے کی
جمع کرنے ہیں اسکول کی اس میں سے خرچ کرنا پڑے گا!" "ارے نہیں! بیگم سنو! ڈائریکٹر
صاحب نے خوشخبری دی کہ بجلی کے دام کم ہو گئے، چونکہ دام کم ہیں تو یہاں کام اب 16 گھنٹے
سے 20 گھنٹے کرنا پڑے گا مگر اب تنخواہ بھی ذرا بڑھا دی ہے! فکر نہیں کرو اور اب کچھ کھا لیتے
ہیں!" تحریم کھانا خاموشی سے لگا تو دیتی ہے مگر ایک بات اس کے دماغ سے نکلتی
ہی نہیں جس سے وہ ذرا تنگ سے ہونے لگتی ہے۔ اس پر اکرم کے پوچھنے پر اپنے سوالات
کا اظہار کرتی ہے "دیکھیں مانا کہ دام کم ہونا اور تنخواہ بڑھنا اچھی بات ہے مگر 20 گھنٹے کام
کرنا؟ یہ ناانصافی ہے! ڈائریکٹر صاحب کا کیا؟ اپنے بنگلے سے ایک گھنٹہ بھی نکل کر اذیت
ہی دیتے ہیں! اگر بچے آپ کا بھی! مجھے شکل بھول جائیں گے آپ کی اور ہم کیسی کیا بنگلوں
میں بیٹھے لوگوں کی خدمت کے لئے دیتے ہیں یا گورنمنٹ سے تھوڑی آسانی کے لیے؟

دیکھیے آپ نے مجھے منع کیا ہے مگر میں کورٹ میں جا کر اس ڈائریکٹر صاحب کے خلاف کیس
فائل کروں گی!" "یہ آپ کے خون پسینے کی کمائی کو ٹھکانے کی طرح ہی جاتا ہے!" اکرم نے بہت روکنا
چاہا مگر بیوی کے آگے سنی اور کہاں تک چلتی؟ اگلے دن کورٹ پہنچ کر حق کے لیے
آواز اٹھائی جس دن ڈائریکٹر کو نوٹس ہوا اسی دن اکرم کو نوکری سے نکال دیا گیا
جس کی وجہ سے ان سب کو پھر گاؤں جانا پڑا، ان کی بڑی بیٹی تعلیم سے بھی محروم ہو گئی اب
قصور یہاں تحریم کا نہیں! اس نے تو ایک بیوقوفانہ حرکت کی، نہیں؟ مطلب حق کے لیے آواز
کیا پاگل تھی؟ معلوم نہیں ہے کہ حق کی بات وہ کرتے ہیں جن کے پاس یا تو کچھ نہیں ہوتا یا
وہ جو آسائش میں زندگی گزارتے ہیں!

عنوان - اس وطن میں رہتے ہیں جہاں حق بھی مہنگا ہے -

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جو تصویر اور موضوع میں کسی قسم کی ہم آہنگی پیدا نہیں کر سکے۔ پیش کردہ تحریر میں املا کی اغلاط بہت زیادہ تھیں جس نے لکھے گئے جواب کے تاثر کو مزید کم کر دیا۔ جملوں میں ربط و تسلسل کی کمی تھی۔ اپنی تحریر میں خیالات کا بھرپور استعمال نہ کر سکے ایک پیرا گراف یا دو پیرا گراف تحریر کیے۔ طنز و مزاح کا عنصر بہت کم تھا۔ املا کی اغلاط بہت زیادہ تھیں۔ الفاظ کا استعمال بھی معیاری نہیں کیا مثلاً لکھائی اور بولی جاتی ہے، کیا بتاؤں یار، منہ سے بولتے ہیں وغیرہ کہانی یا مکالمہ کی ساخت بھی بہتر نہیں تھی۔ دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال نہیں کیا۔ منتخب کردہ عنوان پر زیادہ مواد تحریر نہیں کر سکے۔

مثال نمبر2:

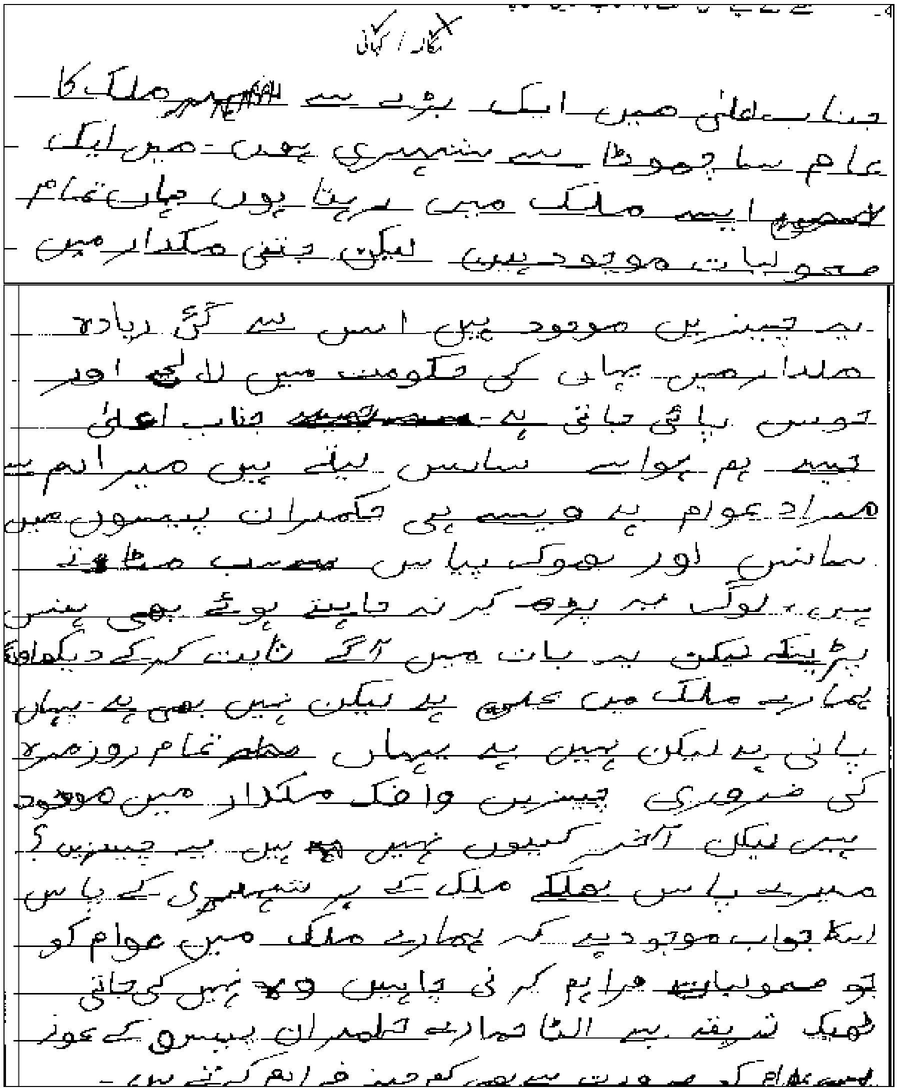
مکالمہ / کہانی
جناب اعلیٰ میں ایک بڑے سے ملک کا
عام سا چھوٹا سے شہری ہوں۔ میں ایک
ایسے ملک میں رہتا ہوں جہاں تمام
معولیات موجود ہیں لیکن جتنی مقدار میں
یہ چیزیں موجود ہیں اس سے کئی زیادہ
مقدار میں یہاں کی حکومت میں لالچ اور
ہوس پائی جاتی ہے۔ جناب اعلیٰ
جیسے ہم ہوا سے سانس لیتے ہیں میرا اس سے
مراد عوام ہے ویسے ہی حکمران پیسوں میں
سانس اور بھوک پیاس سب مٹاتے
ہیں۔ لوگ جو بھوک کر نہ جاتے ہوئے بھی پیسہ
بڑھاتے لیکن یہ بات میں آگے ثابت کر کے دکھاؤں گا
ہمارے ملک میں تعلیم ہے لیکن نہیں بھی ہے۔ یہاں
پانی ہے لیکن نہیں ہے یہاں تمام روزمرہ
کی ضروری چیزیں وافر مقدار میں موجود
ہیں لیکن آخر کیوں نہیں ہیں یہ چیزیں؟
میرے پاس ملک کے ہر شہری کے پاس
اسکا جواب موجود ہے کہ ہمارے ملک میں عوام کو
جو معولیات فراہم کرنی چاہیں وہ نہیں کی جاتی
ٹھیک طریقہ سے الٹا ہمارے حکمران پیسوں کے عوض

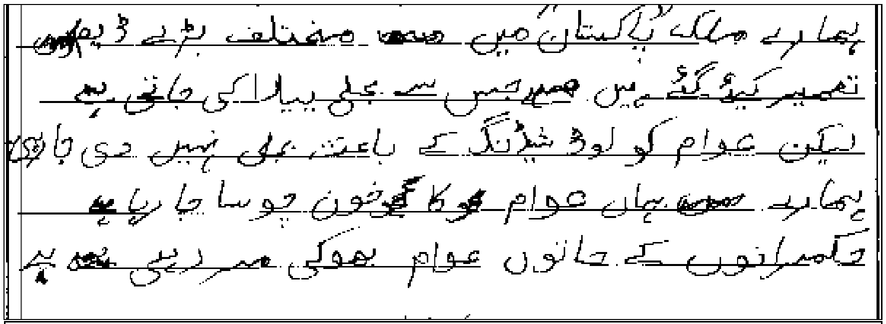

ہمارے ملک پاکستان میں مختلف بڑے ڈیم
تعمیر کیے گئے ہیں جس سے بجلی پیدا کی جاتی ہے
لیکن عوام کو لوڈ شیڈنگ کے باعث بجلی نہیں دی جا رہی
ہمارے یہاں عوام کا خون چوسا جا رہا ہے
حکمرانوں کے جانوں عوام بھوکی مر رہی ہے

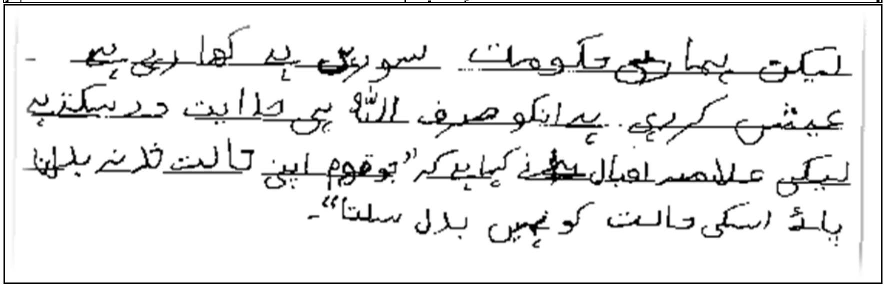

لیکن ہماری حکومت سو رہی ہے کھا رہی ہے ۔
عیش کر رہی ہے ان کو صرف اللہ ہی ہدایت دے سکتا ہے
لیکن علامہ اقبال نے کہا ہے کہ "جو قوم اپنی حالت خود نہ بدلنا
چاہے اسکی حالت کو نہیں بدل سکتا"۔

مثال 2:

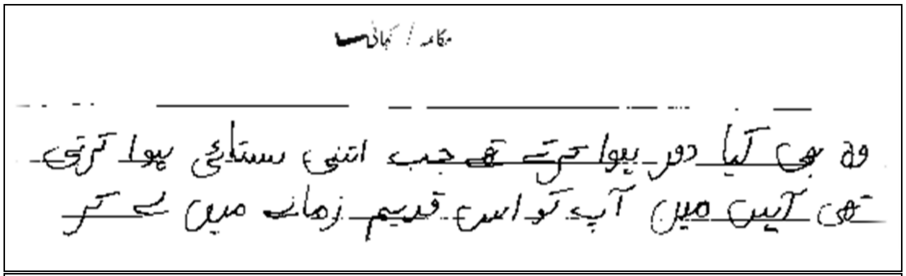

مکالمہ / کہانی

وہ بھی کیا دور ہوا کرتے تھے جب اتنی سستائی ہوا کرتی
تھی آپس میں آپ کو اس قدیم زمانے میں لے کر

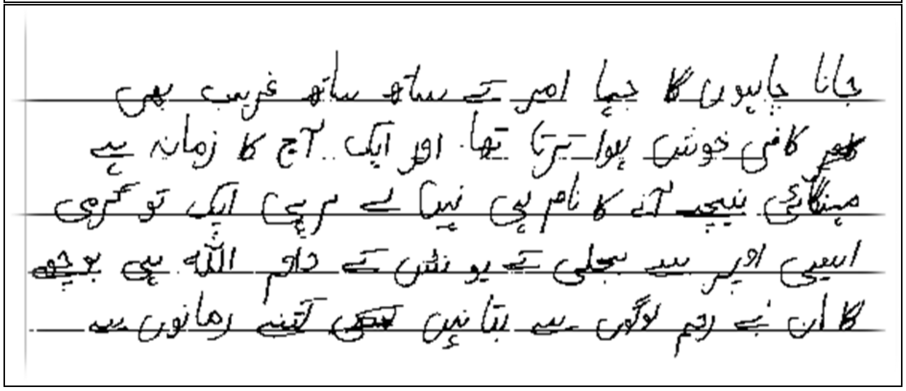

جانا چاہوں گا جہاں امن کے ساتھ ساتھ غربت بھی
کافی خوش ہوا کرتا تھا اور ایک آج کا زمانہ ہے
مہنگائی آٹے کا نام ہی پیدا ہے مرچی ایک نوکری
اسپی اوپر سے بجلی کے یونٹس کے دام اللہ ہی بچائے
کا ان بے رحم لوگوں سے بتانیں کتنے زمانوں سے

تجاویز:

- اساتذہ کو امتحانی نکتۂ نگاہ سے طلبہ کو مضمون اور مکالمے کے خاکے کو واضح کرنا چاہیے۔
- اس مشق کو صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار دہرانی چاہیے بلکہ جب بھی تخلیقی کام کروایا جائے طلبہ کو اس حوالے سے معلومات دی جائے۔
- ذخیرۂ الفاظ معاشرتی موضوعات پر بڑھانے کے لیے کوئی سرگرمی لغت اور اخبار کی بھی رکھی جاسکتی ہے۔
- اخبارات کے تراشے اور تصاویر پر جملے لکھوائیں جائیں اس کے علاوہ تصویر کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے خود طلبہ سے تصاویر کے عنوان بنوانے چاہیے۔
- محاورات اور ضرب المثل کا استعمال کرنا تحریر میں سکھائیں۔

سوال نمبر 4:

انسانی صحت کے لیے کھلی فضا اور صاف ہوا میں سانس لینا بہت ضروری ہے، لیکن اس ترقّی یافتہ اور سائنسی دور میں انسان کو نہ صاف ہوا میسر ہے اور نہ ہی کھلی فضا۔ اس جدید ترین دور میں انسان آلودہ زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ اس آلودہ زندگی سے انسان نہ صرف بے شمار بیماریوں کا شکار ہو رہا ہے بلکہ وہ ایک فعال زندگی گزارنے کے بجائے ذہنی کوفت میں مبتلا ہو رہا ہے۔

درج بالا صورتِ حال کے پس منظر میں اخبار کے مدیر کو ایک خط تحریر کیجیے جس میں بڑھتی ہوئی ماحولیاتی آلودگی کی سب سے بڑی وجہ فضائی آلودگی جو ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دینے میں بڑی رکاوٹ بن رہی ہے اُس کا نہ صرف ذکر کیجیے بلکہ ماحول کی بہتری کے لیے کوئی **تین** تجاویز بھی دیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

یہ رسمی خط تھا جس کا جواب طلبہ کی اکثریت نے بہتر انداز میں دیا۔ نا صرف آلودگی کے حوالے سے وجوہات بیان کیں بلکہ نقصانات بھی تحریر کیے۔ تجاویز بھی تحریر کی۔ درست مسئلے کی نشاندہی کی اور اپنے خیالات کا اظہار بھی بہتر انداز میں کیا۔ کم از کم چار جملوں میں ربط و تسلسل رکھا۔ خط کے درست اجزا لکھے۔ موضوع کے حوالے سے کم از کم چار جملے تحریر کیے۔ صرف دو غلطیاں کیں۔ طلبہ کی اکثریت نے خط کی درست ساخت کے ساتھ نفسِ مضمون تحریر کیا۔

مثال:

بخدمت مدیر اعلیٰ، روزنامہ جنگ

میں آپ کے اخبار کی مستقل قاری ہوں اور مجھے یہ دیکھ کر ازحد خوشی محسوس ہوتی ہے کہ آپ نے اپنے اخبار میں عوام کے لیے ایک جگہ مختص کر رکھی ہے جہاں پر وہ اپنے مسائل کو پیش کر سکیں۔

میں آج عوام کی نظر میں ایک ایسے ہی اہم مسئلے کو سامنے لانے کے لیے آپ کو یہ خط لکھ رہی ہوں۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ ایک صحت مند معاشرہ تب ہی تشکیل پا سکتا ہے جب اس کے رہنے میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ انسانی صحت کے لیے تازہ اور کھلی ہوا بے حد ضروری ہے تاکہ معاشرے کا ہر فرد بیماریوں سے محفوظ رہے اور معاشرے کو تشکیل دے سکیں۔ آج کے اس ترقی یافتہ اور سائنسی دور کی وجہ سے ہماری فضا آلودہ ہو چکی ہے جس کو کم کرنے کی ہمیں سخت ضرورت ہے۔ اسی لیے میں کچھ چند تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں جن سے فضائی آلودگی کم ہو سکتی ہے۔

اول تو یہ کہ ہمیں چاہیے کہ کچروں کو جلانے کے بجائے کوڑا دان میں پھینکا کریں۔ کچروں کو جلانے سے جو دھواں نکلتا ہے اس میں خطرناک کیمیکل موجود ہوتے ہیں جو

سیدھا ہمارے آب و ہوا میں شامل ہو جاتا ہے اور فضائی آلودگی میں اضافے کا باعث
بن جاتا ہے اسی لیے کچروں کو جلانے کے بجائے کوڑا دان میں پھینکنا بہتر ہے۔ دوسرا
یہ کہ گاڑیوں کا استعمال کم سے کم ہونا چاہیے کیونکہ گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں
ہماری فضا کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ جس سے فضائی آلودگی پیدا ہو سکتی ہے۔ ہر وقت
گاڑی استعمال نہ کرنا چاہیے اگر کسی ایسی جگہ جانا ہو جو کہ آپ کے گھر کے قریب ہو تو پیدل
چلنا بہتر ہے جس سے صحت میں بھی بحالی آ سکتی ہے۔ تیسرا اور آخری تجویز میں یہ دینا
چاہوں گی کہ حکومت کو ایسے قوانین لانے چاہیے جو جنگلات کی کٹائی میں کمی لائے کیونکہ
پیڑ اور پودے ہی وہ واحد چیز ہیں جس سے ہمارے فضا کو نشوونما آکسیجن
کے ذریعے ملتی ہے۔ اگر پیڑ اور پودے زیادہ اگائے جائیں گے تو فضائی آلودگی بہت حد تک
دور ہو سکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے اس خط کو اپنے اخبار کا حصہ ضرور بنائیں گے
تاکہ ہماری عوام اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔

فقط

ا ب ج

روزنامہ اخبار

ا-ب-ج روڈ

کراچی۔

۱۰-مئی-۲۰۱۷ء

جنابِ مدیر صاحب،

میں آپ کے اخبار "جنگ" کی ایک بہترین قاری ہوں جو اخبار میں نشر ہونے والی خبریں صرف اسلیے کہ نمایاں عنوانات کو خود خود سے پڑھتی ہوں لہذا میں روشنیوں کے شہر کراچی کی ایک شہری ہوں جو معاشرے میں آلودگی کے پس منظر اور ان سے بچنے یا ماحول کو صحت مند بنانے کے لیے چند تدابیر پیش کرنا چاہتی ہوں۔

سب سے پہلے تو میں آپ کو اس بات سے روشناس کروانا چاہتی ہوں کہ ماحولیاتی آلودگی کی سب سے بڑی جز فضائی آلودگی ہے جو ایک صحت مند معاشرے کو تشکیل دینے میں دیوار سی بن گئی ہے۔ کیونکہ ہر انسان کو صحت مند رہنے کے لیے کھلی فضا میں سانس لینا بہت ضروری ہے لیکن اس ترقی یافتہ اور سائنسی دور میں ممکن نہیں کیونکہ ہر جگہ

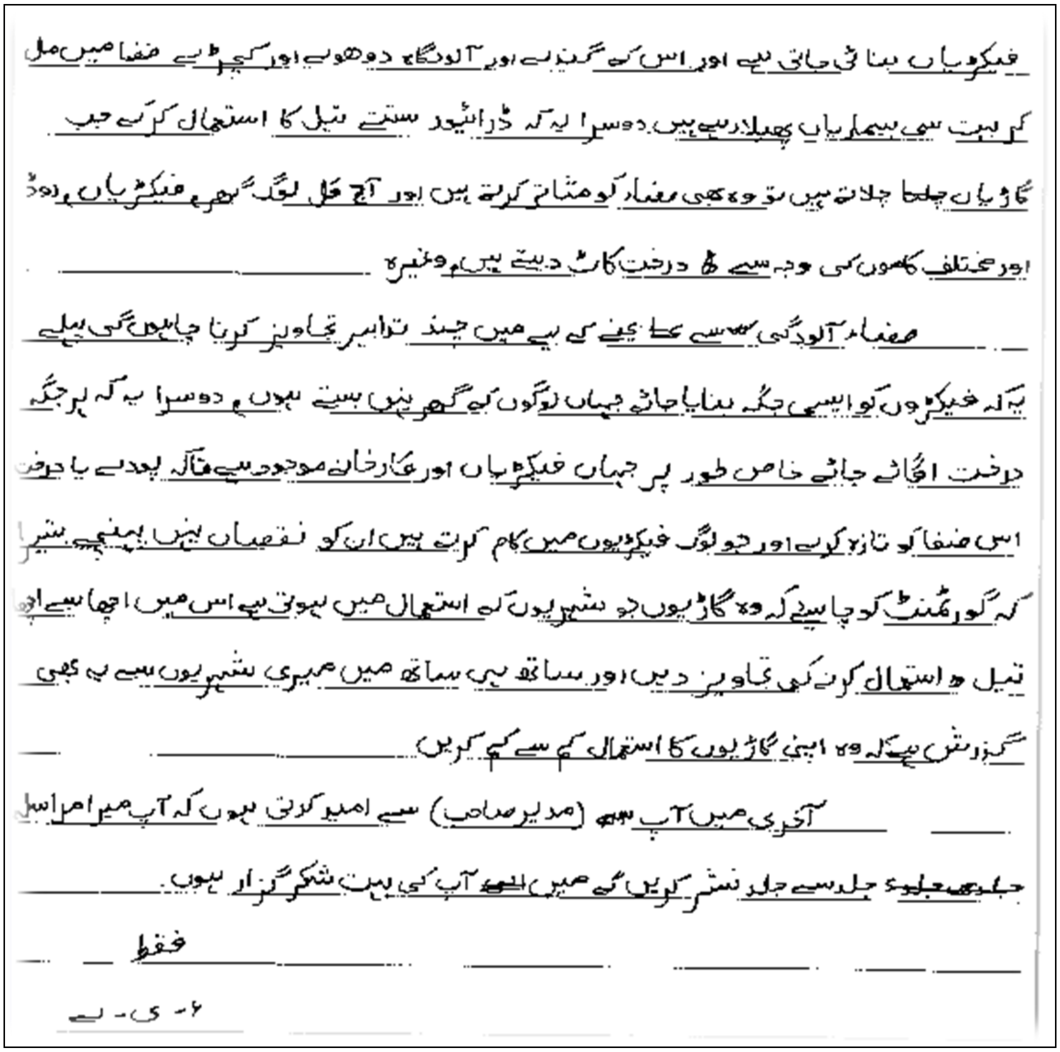

فیکٹریاں بنائی جاتی ہے اور اس کے گندے اور آلودگی دھوئے اور کیچڑ سے فضا میں مل
کر بہت سی بیماریاں پھیلا رہے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ڈرائیور سستے تیل کا استعمال کرتے جب
گاڑیاں چلاتے ہیں تو وہ بھی فضا کو متاثر کرتے ہیں اور آج کل لوگ گھر، فیکٹریاں، روڈ
اور مختلف کاموں کی وجہ سے ہی درخت کاٹ دیتے ہیں، وغیرہ
فضائی آلودگی سے بچنے کے لیے میں چند تدابیر تجاویز کرنا چاہوں گی پہلے
یہ کہ فیکٹریوں کو ایسی جگہ بنایا جائے جہاں لوگوں کے گھر نہیں بستے ہوں، دوسرا یہ کہ ہر جگہ
درخت اگائے جائے خاص طور پر جہاں فیکٹریاں اور کارخانے موجود ہے تاکہ پودے یا درخت
اس فضا کو تازہ کرے اور جو لوگ فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں ان کو نقصان نہیں پہنچے۔ تیسرا
یہ کہ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ گاڑیوں جو شہریوں کے استعمال میں ہوتی ہے اس میں اچھا سے اچھا
تیل کا استعمال کرنے کی تجاویز دیں اور ساتھ ہی ساتھ میں میری شہریوں سے بھی
گزارش ہے کہ وہ اپنی گاڑیوں کا استعمال کم سے کم کریں۔
آخر میں آپ سے (مدیر صاحب) سے امید کرتی ہوں کہ آپ میرا مراسلہ
جلد سے جلد شائع کریں گے میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں۔
فقط

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جن کے جوابات تسلی بخش نہیں تھے۔ رسمی خط کو غیر رسمی انداز میں تحریر کیا ہے۔ بعض طلبہ نے بالکل موضوع سے ہٹ کر اپنا خط تحریر کیا۔ خط کا اسلوب درست نہیں تھا۔ خط کی ساخت نہایت ناقص تھی۔ خط بہت شکستہ ہے اور املا کی اغلاط بھی کثرت سے ہیں ابتدائیہ، نفسِ مضمون اور اختتام کسی بھی حصّے کو واضح نہیں کیا گیا۔ اس درجے پر عموماً طلبہ سے کافی توقعات کی جاتی ہیں کہ وہ زبان و بیان کے لحاظ سے کافی بہتر ہوں گے لیکن اس کا عکس ان کے جوابات میں نظر نہیں آیا۔ ایک ہی بات کو مختلف انداز سے بیان کی گئی۔

مثال نمبر1:

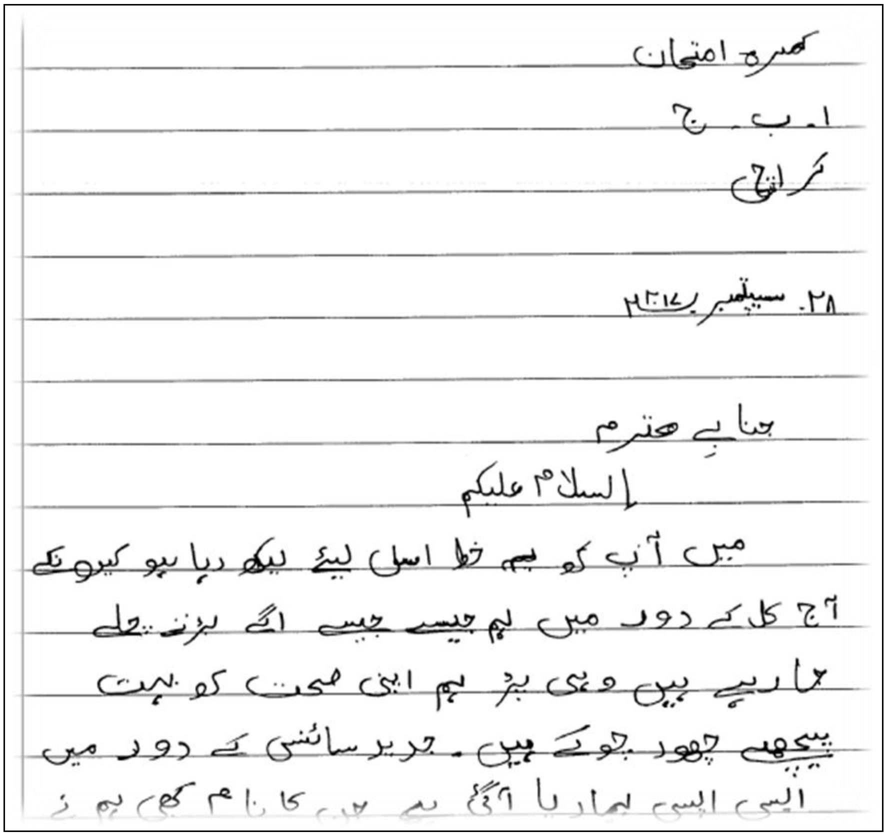

کمرہ امتحان
ا۔ ب۔ ج
کراچی

۲۸ ستمبر ۲۰۱۷

جنابِ محترم
السلام علیکم
میں آپ کو یہ خط اس لیئے لیکھ رہا ہوں کیونکے
آج کل کے دور میں ہم جیسے جیسے اگے بڑنے چلے
جا رہے ہیں ویسے ہی ہم اپنی صحت کو بہت
پیچھے چھوڑ چوکے ہیں۔ جدید سائنس کے دور میں
ایسی ایسی بیماریاں آگئی ہیں جن کا نام بھی ہم نے

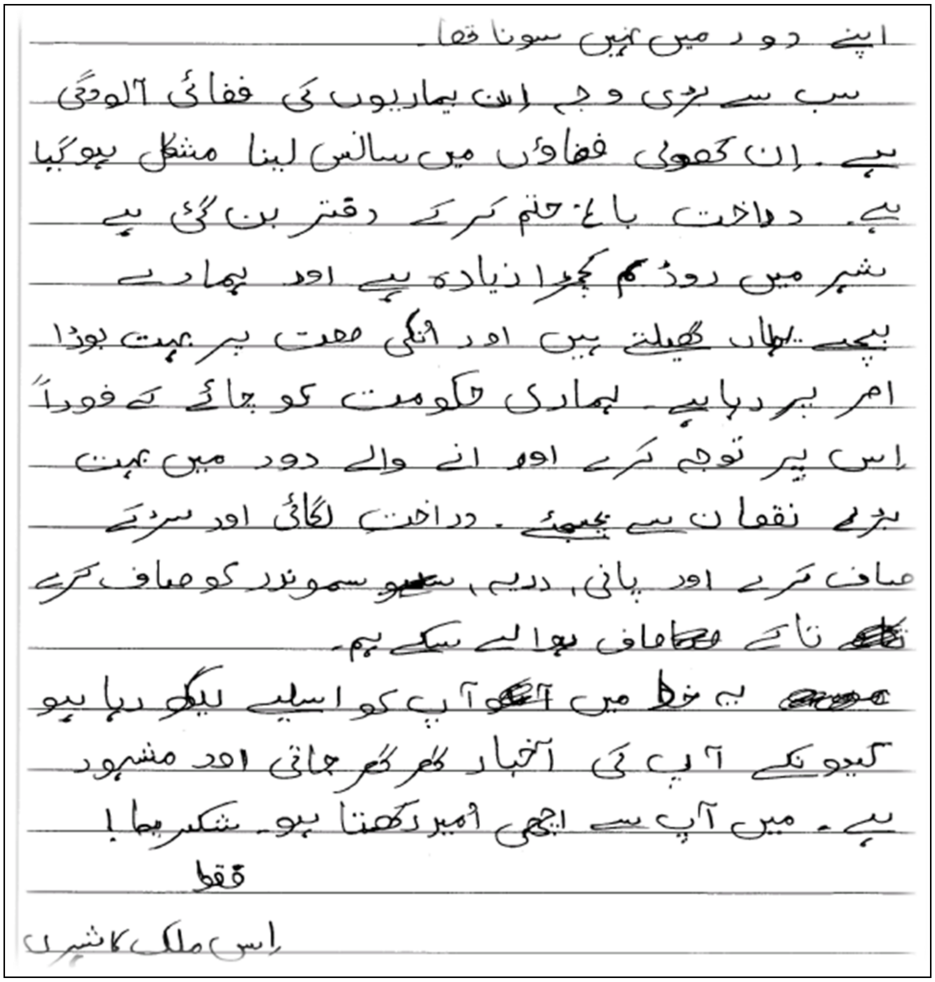
اپنے دور میں نہیں سونا تھا۔
سب سے بڑی وجہ ان بیماریوں کی فضائی آلودگی
ہے۔ ان گندی فضاؤں میں سانس لینا مشکل ہو گیا
ہے۔ درخت باغ ختم کرکے دفتر بن گئے ہے
شہر میں روڈ کم کچرا زیادہ ہے اور ہمارے
بچے یہاں کھیلتے ہیں اور انکی صحت پر بہت بڑا
اثر پڑ رہا ہے۔ ہماری حکومت کو چاہئے کہ فوراً
اس پر توجہ کرے اور انے والے دور میں بہت
بڑے نقصان سے بچیئے۔ درخت لگائی اور سڑکے
صاف کرے اور پانی، دریہ، سمونڈر کو صاف کرے
تاکہ صاف ہوا لے سکے ہم۔
یہ خط میں آپ کو اسلیے لکھ رہا ہوں
کیونکہ آپ کی اخبار گھر گھر جاتی اور مشہور
ہے۔ میں آپ سے اچھی امید رکھتا ہوں۔ شکریہ ادا
فقط
اس ملک کا شہری

مثال نمبر2:

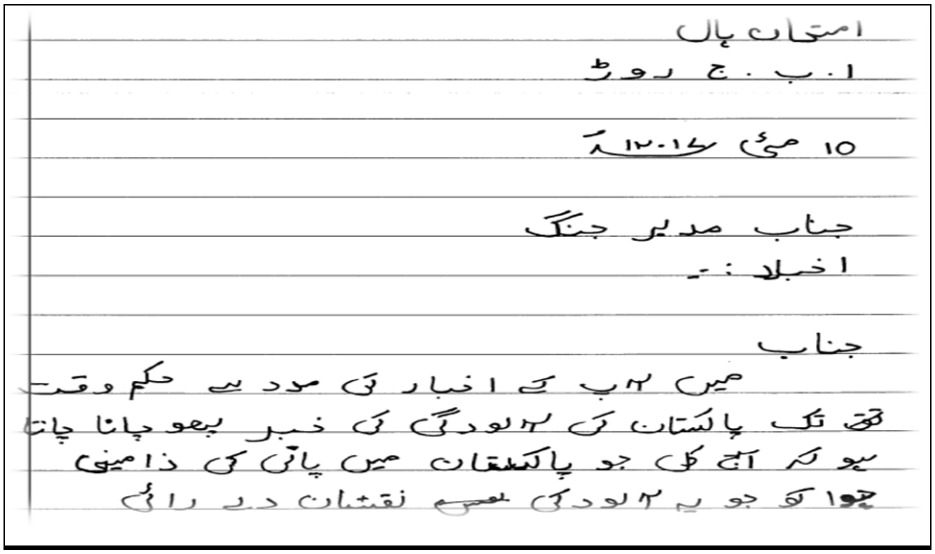
امتحان ہال
ا۔ب۔ج روڈ
10 مئی 2017ء
جناب مدیر جنگ
اخبار :-
جناب
میں آپ کے اخبار کی وساطت سے حکومت وقت
تک پاکستان کی آلودگی کی خبر پہنچانا چاہتا
ہوں کہ آج کل جو پاکستان میں پانی کی زمینی
چونکہ جو یہ آلودگی بھی نقصان دے رہی

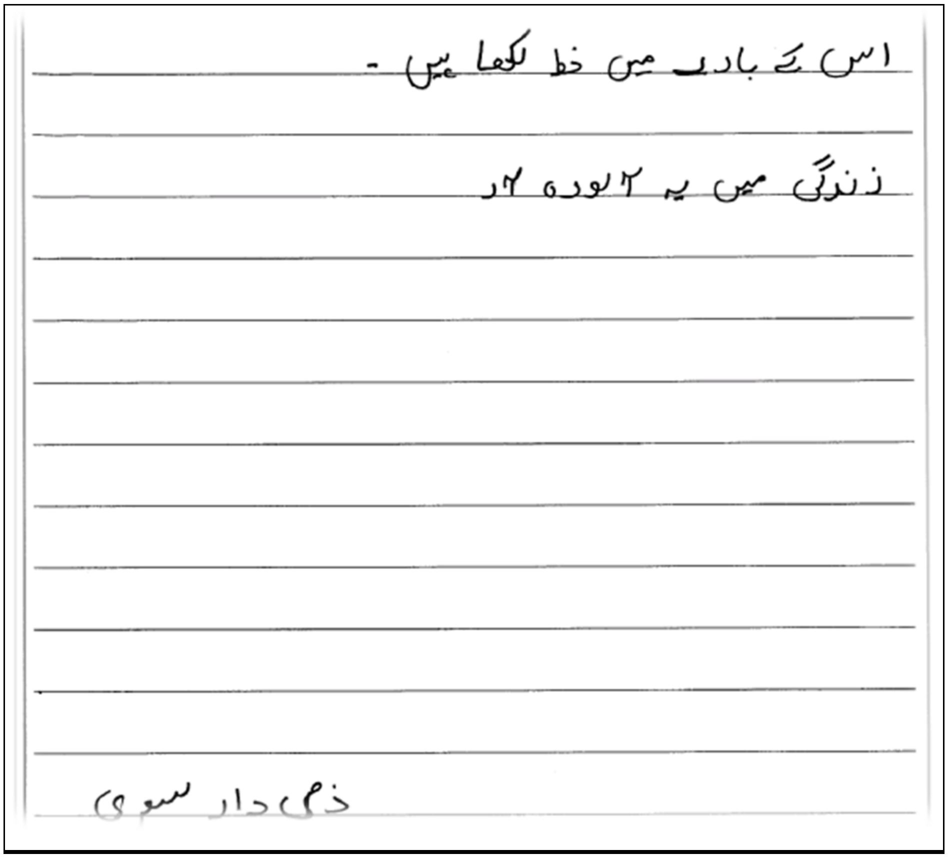

اس کے بارے میں خط لکھا ہیں ۔

زندگی میں یہ آلودہ ہر

ذمہ دار سوی

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ طلبہ کو رسمی خط اور غیر رسمی خط کا خاکہ سمجھائیں۔
- موضوع کو خط میں کس طرح بیان کرتے ہیں یہ طریقہ سمجھائیں۔
- زیادہ تر طلبہ خط کو مضمون کے انداز میں تحریر کرتے ہیں۔
- سابقہ پرچہ جات کی مدد سے سوال کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کریں۔
- اُن پر جملے لکھوائیں جائیں اس کے علاوہ سوال کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے خود طلبہ سے سوال میں سے سوال بنوائیں۔
- محاورات اور ضرب المثل کا استعمال کرنا تحریر میں سکھائیں۔